قال رسول الله صلعم حسین منی وانا من حسین احب الله من احب حسینا

رسالہ شریفہ

ارشاد النعیم لدفع اللئیم

مولفہ مولوی محمد علیم اللہ صاحب معہ تحریر

جناب فیض انتساب مولوی محمد نعیم اللہ صاحب معروف القلندر قادری ساکن و مالک محلہ علی نگر شہر گورکھپور

حسب فرمایش مولوی محمد حبیب اللہ صاحب برادر خورد مولوی محمد نعیم اللہ صاحب

بمقام کلکتہ

سنہ ۱۳۰۲ ہجری

مطبع اثنا عشری دہلی باہتمام سید عابد علی طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدای جل وعلی ونعت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کی واضح ہو کہ ایک فرزند جناب
فیض انتساب قبلہ برحق وکعبہ مطلق مخزن علوم روحانی ومعدن فیوض جاودانی کاشف دقائق معقول
ومنقول واقف حقائق فروع واصول جناب مولوی محمد نعیم اللہ صاحب دامت برکاتہ
ونوالہ لا زالت شمس جلالہ نے کہ العلم کا اسکے مصداق ہین ناچیز بے تمیز خاکسار ذرہ بے مقدار
محمد علیم اللہ سے فرمایا کہ عرصہ چار یا پانچ برس کا ہوتا ہے کہ کسی معترض نے بائیس ۲۲ عذر حضور درباره تعزیہ داری
ماہ محرم کی خدمت سراسر فیض وبرکت مین جناب والد ماجد قبلہ وکعبہ حضرت مولانا شاہ محمد ولی اللہ
معروف بہ قلندر قادری کے لکھکر دیا تھا کہ اوسکا جواب خوردار محمد مجیب اللہ نے ایسا لکھا کہ وہ عرق
عرق انفعال ہوا۔ حال مین ایک معترض نے پھر چند اعتراضات کیے ہین سو مین چاہتا ہون کہ اسکا جواب
تو لکھے کیونکہ بوجہ کثرت اشتغال برخوردار مجیب اللہ کو ضیق فرصت ہے اور یہ چندان اہم ودشوار
نہین ہے۔ ہرچند اس بے تمیز ناچیز کو حرف ایک لکھنیکی بھی لیاقت نہین ہے مگر بجا آوری ارشاد خداوند
بنیاد کو سعادت دارین سمجھ کے کمر ہمت کی باندھی وبتوکل خدا مدت قلیل یعنی چار روز مین قلم برداشتہ
لکھکر طلب یا بس بخدمت فیض درجت پر خیر وبرکت مین جناب عم بزرگوار قبلہ وکعبہ کے گذرانا اور نام اسکا ارشاد جم

لرفع اللئیم کہا۔ اللہ تعالیٰ بقبول اطلاع خاص و عام کرے اور اسی ذریعے سے ماتم حشر ہمراہ جانبازان
حسنین علیہما السلام کرے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین **اعتراض اول** بعد شہادت امام حسین کے
لشکریان یزید نے خوشی کا نقارہ بجایا تھا۔ و خیمہ اہلبیت میں تو کہرام مچا تھا۔ اوسی طرح سے
یہ تعزیہ داران خوشی کا باجا بجاتے ہیں۔ اول تو باجا حرام۔ دوسرے غم و ماتم میں باجا کیسا۔
باجہ تو آلہ خوشی ہے نہ آثار الم۔ اگر تمہارے یہاں غمی ہو جاوے اور فعل کوئی باجا بجاوے تو کیسا معلوم ہوگا۔ پھر غم حسین میں
یہ باجا کب روا ہو سکتا ہے۔ پس یہ باجہ بجانا پیروی یزید کی ہے تعزیہ اعلام شہید کی **جواب**
جناب خواجہ ... و برادر معظم مولوی محمد حبیب اللہ صاحب نے رسالہ التعبیہ میں اس اعتراض کو بجواب
اعتراض ششم دفع کیا ہے۔ مابقیہ ہم سے سنئے۔ واقعہ شہادت امام میں زمین و زمان نے ماتم کیا ہے کہ
آسمان سے خون برسا۔ خلاف معمول سورج میں گہن لگ گیا۔ جو پتھر اوٹھایا جاتا تھا خون
منجمد پایا جاتا تھا۔ اور بھی اس قسم کی صدہا باتیں وقوع میں آئیں۔ و ابتک آسمان کی سرخی
اوسکا نشان بتلاتی ہے۔ اسیطرح اسکو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ غم حسین ہر شی میں سرایت کیے جاگزین
ہے کہ بجز سنگدل یزیدیوں کے کوئی شی اس سے خالی نہیں ہے۔ یہانتک کہ باجا جو آلہ خوشی سمجھا جاتا
ہے وقت بھی صدا دے دناک حسین حسین کی نکلتی ہے۔ معترض نے بگوش ہوش سنا ہوگا تعزیہ
کے باجہ کو بھی بہیا داما میں نالہ کنان پایا ہوگا۔ جو باجہ خوشی میں بجایا جاتا ہے اوسکی آواز و صدا میں
فرق ہے اور یہ باجا جو بجایا جاتا ہے بنظر اعلان کے کہ محبان حسین و زائرین آگاہ ہو جاویں
کہ یہاں ضریح شریف ہے آکے زیارت کریں و پیروان یزید بھی جو خواب غفلت میں پڑے ہیں
اور بغض و عداوت امام میں بھرے ہیں وہ بھی خبردار ہو جاویں اور اب بھی عناد امام
سے توبہ کر کے راہ راست محبت اہلبیت کی اختیار کریں۔ اور سوچیں کہ یزیدیوں نے تو بد نیت اپنے
اونکا نام و نشان مٹا دیا تھا مگر خدا کے فضل سے اونکا نام و نشان اسی ذریعہ سے ابتک قائم ہے اور

تابقیام قیامت قائم رہیگا۔ اور اس باجہ کو بطرز خوشی کا آثار کیا ہی یہ بھی عداوت وجہالت کی راہ سے ہی ورنہ باجہ خاص خوشی ہی کیلیے مخصوص نہین ہی۔ بلکہ غمی کے کامون مین بھی بجایا جاتا ہی۔ کیا نہین معلوم کہ اکثر بزرگون کے عرس کے دن مجلس حال قال ہوتی ہی اور باجا بجتا ہی عرس بزرگونکا انواع واقسام سے ہوتا ہی مثلاً اجمیر شریف کا بطرز دیگر دیکھ چھپہ شریف کا بقسم دیگر علی ہذا ہر ایک جگہ عرس بطور مختلف ہوتا ہی۔ عرس حضرت سید سالار مسعود غازی کا اور طرح سے ہوتا ہی اسیطرح یہ عرس امام بھی اسیطرح ہوتا ہی۔ ہان ہمارے یہان بھی بروز عرس حضرت شاہ معروف قدس اللہ سرہ العزیز۔ جد اعظم ہمارے کی مجلس حال قال ہوتی ہی اور باجا بجتا ہی۔ ابھی تھوڑی دن کی بات ہی کہ بروز وفات حضرت شاہ مراد عالم یہ مجلس ہوئی تھی اور جب جنازہ اونکا اوٹھایا گیا تو ساتھ ہی اونکے جنازہ کے قوال گاتے اور بجاتے تھے۔ اور مریدین ومعتقدین حالت ذوق شوق مین وجد کرتے تھے۔ اور جبتک مدفون نہوئے تب تک برابر یہی کیفیت تھی۔ پس ایسے باجہ کو کہ غم کا باجہ ہی اور بیاد امامین نالہ کرتا ہی۔ خوشی سے نسبت کرنا نری حماقت ودلیل عداوت ہی۔ ہان جنکو بوجہ الفت یزید کے اس محرم مین خوشی پر خوشی ہوتی تھی۔ اونکو سوائے خوشی کے غم کب ہو سکتا ہی۔ اور جنکو محبت امام ہی اونکا دل تو ہر چوب پر لوٹ پوٹ ہوجاتا ہی۔ معترض ذرا تو اپنے دل کو محبت امام پر مائل کر پھر دیکھ کہ اس باجہ کی آواز پر تیرے دل کا کیا کیفیت ہوتی ہی۔ **دوسرا اعتراض** لوگ علم اوٹھاتے ہین۔ اور بنام زد علم امام مشہور کیے ہین مگر یہ غلط ہی۔ کیونکہ علم امام کو تو لشکریان یزید نے علمدار کو شہید کرکے سرنگون کر دیا اور لوٹ لیا۔ پھر یہ علم کہان سے نکلا۔ البتہ علم یزید کا سربلند تھا۔ پس یہ علم کا اوٹھانا درپردہ پیروی یزید کی ہی۔ اگر محبت امام کی ہوتی تو یہ علم نہ اوٹھاتے کہ درحقیقت علم یزید کا ہی۔ اور علم امام کا سرنگون اور نیست ونابود ہوگیا ہی **جواب** فی الحقیقت یزید یونکی یہی تمنا سے دلی تھی کہ حضرت امام کو اور اونکے نام ونشان کو نیست ونابود کرین

اور چند روز کیلئے اپنے مقصود کو پہونچے بھی گو امام کو معہ اونکے رفیقوں کے شہید کیا اور خوش ہوگئے کہ ہم اپنے دلی مطلب کو پہونچے۔ اور اب نام و نشان امام کا مٹ گیا۔ اور ہماری حکومت و ثروت کو استحکام ہوا۔ مگر خدا کے کارخانے اور مشیت ایزدی سے غافل تھے۔ اور یہ نہین جانتے تھے کہ خود ہمارے ثروت و حکومت کو زوال آئیگا۔ اور خود ہم مٹ جائینگے۔ اور نام و نشان امام کا صفحہ عالم مین مثل آفتاب کے روشن و آشکارا رہیگا یعنی بعد اس سانحہ جانکاہ کے حضرت محمد حنیف بانتقام خون برادر مستعد ہوئے۔ اور علم حسینی کو قائم کیا **نظم** محمد حنفی ابن حیدر کرّار رہا پس از شہادت فرزند احمد مختار ✦ چہار طرف سے اسلامیون کو جمع کیا ✦ یزید مرتد و ملعون سے انتقام لیا ✦ دیا شام کو لوٹا حشمت و اقبال کیا یزید کی افواج جدال و قتال ✦ سر شمر تن ناپاک سے اوتار لیا ✦ دمشق مین عمر سعد کو بھی مار لیا ✦ میان سال وہ جاہ و احتشام رہا ✦ نہ فوج اوسکی رہی نہ شاہ شام رہا ✦ اور خود فوج یزید مین بھی وہ تفرقہ پڑا کہ جو جہان تھا سر دار بن بیٹھا اور با ہم خود وہ کشت و خون ہوا۔ کہ بعوض خون امام کے ستر ہزار اور ستر ہزار آدمی حسب فرمودہ خدا قتل کئے گئے۔ اور صفحہ جہان سے اونکا نام و نشان مٹ گیا اور محبان حسین نے علم حسینی بحال و برقرار رکھا اور قیامت تک قائم رہیگا۔ کیونکہ جسکو خدا رکھے وہ کسی کے مٹانے سے کب مٹ سکتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون یعنی جو لوگ کہ خدا کی راہ مین مارے گئے ہین اونکو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہین مگر تم نہین جانتے۔ پس ایک یہ بھی اونکی زندگی پر گواہ ہین کہ اونکے آثار و تبرکات موجود زمانہ ہین۔ کیا نہین دیکھتا ہے کہ حضرت سید سالار مسعود غازی بھی اگرچہ شہید ہوئے مگر اونکا علم اب تک لوگ رکھتے ہین۔ پس جبکہ ایک ایسے شہید کا علم نیست و نابود نہوا تو حضرت امام تو سردار کونین ہین۔ انکا علم جو لوگ قائم کیے ہوئے ہین سو کیون آپکو برا معلوم ہوتا ہے

[illegible]

ہان کیونکہ یہ معلوم ہو کہ یزید نے اتنا کچھ کیا تاکہ نہ علم امام کا بحال رہا اور نہ حرم علم کے
ایسا نیست و نابود ہو گیا کہ کوئی نام لیوا نہ رہا **تیسرا اعتراض** علم امام حسین کا ایک قسم کا
تھا اور یہ بقسم علم رکھتے ہین لوگ قسم قسم کا علم رکھتے ہین **جواب** علم رکھنا درست ہی
تب چاہیے ایک قسم کا ہو چاہے صد قسم کا آخر تو بنام علم امام حسین علیہ السلام ہی لباس
پہننی پہنا درست کیا ہے بلکہ بہی چاہیے کا رہا - کہانا کھانا درست ہی چاہیے روٹی کھاوے
خواہ چاول اور مختلف علم ہونگی یہ وجہ ہی کہ ہر ایک سلطنت کا علم یہ نشان جدا ہوتا ہی
اور ملک ہندوستان بوجہ بڑا ہونیکے ہر ایک نواب راجہ کا علم بقسم دیگر تھا جب محبان
حسینی نے علم حسینی قایم کیا تو اس علم کے آگے اولوگون نے اپنا اپنا علم ہیچ و ناچیز سمجھ کے اپنا علم
اسکے شامل کر دیا - کہ شاید اسسے ہمارے علم کی بھی شان بڑھ جاوے - اور خیر و برکت آجاوے
کیا نہین معلوم - کہ ببرکت قدم حضرت رسالتپناہ کی جب حلیمہ سعدیہ کی بکریان فربہ ہونے لگین
تو لوگ اپنی اپنی بکریان بہی اوسکی شامل کرنے لگے - اور بہت لوگون نے بخلوص دل
اپنا علم چڑہا دیا - اور اکثرون نے بطور علم بنوائے اسیوجہ سے بہت قسم کے علم ہو گئے **چوتھا
اعتراض** علم کے ساتھ لوگ پنجہ بہی گھوماتے ہین جسکو شدہ کہتے ہین اور یہ دلیل صاف
اسبات پر ہی کہ بعد شہادت امام کے یزیدیون نے شہیدونکے سرون اور ہاتھونکو کاٹ کے
نیزہ پر گلی گلی گھمایا تہا اوسیطرح سے یہ لوگ بہی کرتے ہین - پس یہ پیروی یزید کی ہی
جواب ہان صحیح ہی کہ شہیدونکے سر گلی گلی گھومائے گئے تھے - سو سر تو کوئی نہین گھماتا
اور ہاتھ کاٹ کے گہوماتا غلط ہی کسی روایت مین نہین دیکھا گیا ہی معترض نے
جاہلون اور نادانون کے بہکانے کیلیئے یہ مضمون پر فسون اپنی طبیعت سے گڑھا ہی
رہا اعتراض نسبت پنجہ کے سو یا تو بسبب نادانی کے ہی یا براہ عداوت - خیر جو ہو ہم سے

کہ پنجہ بھی ایک قسم کا نشان ہی۔ اور اکثر جگہہ رہتا ہی۔ اعتراض ۔ اور اتو دنس ابدال نقل ابون
راجاؤن کے یہان جاکر دیکھئے یہانکے نشانات دیکھہ سب اعتراض کرینگے خاص کعبہ شریف
مین بر ورجہ منبر کے گرد دو نشان نصب کیے جاتے ہین وہ بھی ہم شکل اسکے ہین ۔ اور اسکا
نام اشد الی کثرت استعمال سے شدا ہو گیا ۔ اور یہ اشارہ ہی اشداء علی الکفار کا ۔ کیون
یزیدیان جب اس نشان کو دیکھتے ہین تو اونپر سخت گذرتا ہی ۔ یہ بات خیال کرکے کہ ہمارے پیش
بزرگون نے لشکر امام کو شہید و علم کو سرنگون کیا تو لیا ہوا کہ ابتک اونکے محبونکو وہی جوش
و ولولہ ہی ۔ اور اونکا نام و نشان چلا جاتا ہی ۔ اور اگر ہمارے اس تحریر پر کسیکو کچھہ شک
و شبہہ ہو تو کسی یزیدی کو ایک علم دکھلا کر دیکھہ لیوے کہ اوسکی دل پر کیسی سختی گذرتی ہی ۔
پانچوان اعتراض ۔ درمیان علم کے ماہی بھی رکھتے ہین اور تصویر جاندار کی بنانا
یا رکھنا حرام ہی اور جہان ایسی تصویر ہوتی ہی رحمت کے فرشتے نہین آتے ۔ جواب
سابق مین بڑے بڑے راجہ و رانی اپنے یہانکے خاص نشان کو خیر و برکت سمجھہ کے بصورت
مچھلی کے رکھتے تھے جیسے ایرانیان اپنا نشان بصورت سگ و رکھتے تھے جب مسلمانون
نے راجہ ہند پر فتح پائی اور یہان اپنی سلطنت جمائی ۔ تو بنظر مصلحت و صلوبند
اونکے نشان کو بھی اپنے یہان بحال رکھا ۔ مگر چونکہ تصویر جاندار نادرست ہی پس
بموجب صلاح و شورہ علما کی تصویر جاندار کا سر کاٹ ڈالے یا دھڑ تو درست ہی
اسلیے اوسکا دھڑ کاٹ ڈالا کہ مطابق شرع شریف کی بھی درست ہو جاوے جیسے کہ
روپیہ انگریزی کہ اسکا رکھنا تو درست ہی اور یہ نشان ماہی مراتب جلو شاہی یا
شاہزادگان یا بڑے بڑے امرا کے ہمراہ رہتا تھا جب علم حسینی یہان بحال و
قائم ہوا تو شاہ زمانے ایک جوڑی ماہی مراتب بھی افتخاراً اوسمین بھجوا دیا تب سے

نشان ماہی مراتب بھی شامل علم ہو۔ چھٹا اعتراض علم وغیرہ مین پھولونکا
سہرا باندھتے ہین جسطرح بت پرست اپنے بتونکو پھول چڑہاتے ہین پس یہ مشابہت
بھی ہنود ہی جواب جہان آثار و تبرکات ہوتے ہین۔ یا ذکر خدا و رسول و اہلبیت و اولیا
وصلحا ہوتا ہی ارواح طیبہ و ملایک آتے ہین۔ اور پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم پھول کو بہت دوست رکھتے تھے۔ چنانچہ اسبارہ مین حدیث بھی ہی قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من شم الورد ولم یصل علی فقد جفانی۔ یعنی فرمایا پیغمبر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے سونگھا پھول اور نہ درود بھیجا مجھپر تو اوسنے ظلم کیا۔
اور یہی وجہ ہی کہ جہان مسلمانون کی ناک مین خوشبو پہونچی اور درود پڑہنے لگے۔
اسلیے علم وغیرہ مین پھول باندہتے ہین کہ جب فرشتے آوین تو اوپر ہی سے۔
خوشبو لیتے اور درود پڑہتے آوین۔ اور نیچے۔ عود۔ لوبان۔ صندل وغیرہ
کا بخور دیتے ہین جسمین بالکل حلقہ خوشبودار ہو جاوے۔ اور اس خوشبو سے مسلمان
بھی درود پڑہتے ہین۔ گویا یہ درود پڑہنے کا ذریعہ ہی۔ اور دوسری وجہ یہ ہی کہ
جناب پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات حسنین کو پھول کہا ہی چنانچہ
تنقیح الشہادتین مین لکھا ہی۔ کہ آنحضرت کا جب جی چاہتا حضرت فاطمہ کے یہان
جاتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ لا میرے دونو بیٹونکو۔ اور جب حضرت فاطمہ حاضر کرتی تھین
تب آپ دونو صاحبزادونکو دونو رانونپر بٹھال کے سونگتے تھے (جسطرح سے پھول
کو سونگھتے ہین) اور کہتے تھے یہ دونو میرے باغ کے پھول ہین۔ پس جبکہ آپ باغ
رسول کے پھول ہوئے تو مناسب ہی کہ اونکے نام سے جو چیز نامزد ہو اوسمین پھول
باندہا جاوے۔ کہ پھول کا پھول اور خوشبو کی خوشبو۔ ساتوان اعتراض

اکثر وہ پھول باندھتے ہین کہ جسمین مطلق خوشبو نہین ہوتی جیسے گیندا او کلغا وغیرہ
جواب جو ایسا کرتے ہین سو بنظر آرایش کے اور آرایش منع نہین ہی۔ کیا نہین دیکھتا
کہ لوگ مسجد و مصلے و مکان وغیرہ کو کسطرح سے آراستہ کرتے ہین۔ **آٹھوان اعتراض**
اگر یہ تعزیہ داری عرس امام ہی تو عرس بزرگان ایک جگہہ ہوتا ہی اور فقط اونکے
سجادہ نشین کرتے ہین نہ کہ گھر گھر کیا جاوے **جواب** یہ غلط ہی کہ عرس بزرگان ایک
جگہہ ہوتا ہی۔ کیونکہ جو نامی بزرگ ہین اونکا عرس متعدد جگہہ ہوتا ہی چنانچہ عرس حضرت خواجہ
چشت کا اوسکے سلسلہ کے لوگ اکثر کرتے ہین عرس حضرت پیران پیر دستگیر کا جو بنام گیارہوین ہوتا
ہی اکثر لوگ کرتے ہین حضرت سید سالار و حضرت شاہ مدار کا عرس بہی سیکڑون جگہہ
ہوتا ہی۔ چونکہ امامین علیہما السلام سب مسلمانون کے امام و مقتدا و پیر ہین اسوجہ سے
سب مسلمان کرتے ہین۔ کوئی تعزیہ رکھتا ہی۔ کوئی سبیل رکھتا ہی۔ کوئی نیاز کرتا ہی
کوئی ابریشم نقد و جلیبین نذر حضرت کرتا ہی۔ کوئی نفل پڑھتا ہی۔ کوئی تلاوت کرتا ہی۔
کوئی مجلس کرتا ہی۔ غرض کہ جس سے جو کچھہ ہوسکتا ہی کرتا ہی۔ سوائے یزیدیون وہابی و
خارجی کہ یہ کچھہ نہین کرتے بلکہ برخلاف اسکے عیش و عشرت مین مشغول رہتے ہین
اور خوشی مناتے ہین اور اسقدر جلتے ہین کہ اونکے سامنے یاحسین کہو تو جامے سے
باہر ہوکر مشرک وغیرہ سخت الفاظ کہہ بیٹھتے ہین **نوان اعتراض** حضرت امام
کو شہید ہوے بارہ سو برس ہوے۔ اسوقت اونکی تعزیت سے کیا فائدہ ہی۔ بلکہ
غم والم کی باتین بھول دینا چاہیے۔ کہ غم کی بات یاد کرنے سے غم تازہ ہوتا ہی۔
اور فائدہ کچھہ نہین **جواب** پیغمبر رسول خدا صلعم کے زمانہ سے یہ دستور چلا آتا
ہی کہ مدینہ طیبہ مین پہلے لوگ امیر حمزہ کی تعزیت ادا کر لیتے ہین تب دوسیر کی تعزیت کرتے ہین

اور جو یہ اعتراض ہی کہ اسمین فائدہ کیا ہی۔ سو اسکے لیے یہ حدیث کافی ہی۔ (حدثنا ... عن حسین
بن علی عن النبی صلعم قال ما من مسلم ولا مسلمۃ یصاب بمصیبۃ فیذکرہا وان طال عہدہا فیحدث
لذلک استرجاعا۔ الا جدد اللہ تبارک تعالی لہ عند ذلک فاعطاہ مثل اجرہا یوم اصیب
بہا۔ یعنی نہین کوئی مسلمان مرد اور عورت کہ پہونچایا جاوے مصیبت پس یاد کرے اوسکو اگر
چہ دراز ہوا ہو اوسے زمانہ مصیبت کا پھر نیا کہا جاوے اوسکے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون۔
مگر تازہ ثواب دیتا ہی اللہ برکت والا بزرگ اوسکے لیے پھر دیتا ہی اوسکو اللہ ثواب
اوسکا مثل اوسدن کے ثواب کے کہ ڈالی گئی تھی مصیبت اوسپر **دسوان اعتراض** یہ
لوگ تعزیہ مین عرضیان لکہکر لٹکاتے ہین۔ اور یہ خلاف عقل و نقل ہی۔ بہلا تعزیہ کیا
کرسکتا ہی نہ لکہا نہ پڑہا نہ جاندار تمثال قبر یہ کیا کرسکتا ہی جسطرح سے کہ کفار بتونسے ہی مراد
مانگتے ہین اسیطرح یہ تعزیہ پرست تعزیہ سے۔ حالانکہ جسطرح سے بت ازقسم جماد ہی
اسیطرح سے یہ تعزیہ بہی ہی۔ لہٰذا ایسا کرنا مثل بت پرستونکے ہوا اور یہ حرام و منع ہی اور
کرنیوالا ایسا کافر ہی **جواب** جناب شیخ معظم مولوی محمد محبوب صاحب نے رسالہ
التعزیہ مین۔ ارواح اماموں علیہما السلام کا آنا اور بزرگونکا دیکھنا بخوبی ثابت کیا
پس جبکہ ارواح طیبہ کا آنا ثابت ہوا تو عرض حاجات کرنا کچھ قباحت نہین۔ چاہیے
زبانی کرے۔ چاہیے بذریعہ تحریر کے۔ رسالہ ارشاد الرحمن مین ... شاہ عبد ...
صاحب نے لکھا ہی کہ کاغذ و چوب کہ تعزیہ کو بناتے ہین اسکو فقط کاغذ و چوب نجاننا چاہیے
کہ وہ کاغذ ہے اور دل مقدس حضرات کی طرف متوجہ ہوتی ہی **گیارہوان اعتراض**
لشکر یزید مین پانی کی فراوانی تھی اور کھانے بہی ہر قسم کے تھے۔ اسیطرح سے تعزیہ لوگ
پانی و شربت وغیرہ کی سبیل رکھتے ہین۔ اوسیطرح ہر طرح کے کھانے پکاتے اور آپ ہی

اور دوسرونکو کہماتے ہین اپنے مطابق یزیدکے ہی۔ بیروی امام کی توتوفیق ہوئی کہ
اوسیطرح بہوکے وپیاسے تپتے جواب واہ واہ کیا اچھا اعتراض ہی۔ کیون نہو ایسی
ہی سمجھ والے اپنے ساتھ دوسرونکو بھی ڈوباتے ہین۔ یہ عشرہ محرم کی فضیلت حدیثون
سے ثابت ہی۔ یہ وہ دن ہو کہ حضرت آدم کی پیدایش اسی دن ہوئی۔ اسیکی روز
دنیا مین تشریف لائے۔ اسی روز حضرت موسیٰ نے فرعون کے ظلم سے نجات پائی۔ ہمارے
حضرت صلعم نے اسی دن روزہ رکہا اور دوسرونکو حکم کیا۔ ایسی بزرگی والے دن جو دعطا
کا ثواب ہی اوسکا بیان نہین ہوسکتا۔ مولوی محمد حسین صاحب بنبلی اپنی کتاب البلغہ
الاذی عن طریق الہدیٰ مین تحریر فرماتے ہین۔ درباب کثرت ثواب یوم عاشورا حضرت
غوث الثقلین نے غنیۃ الطالبین مین جسکا حوالہ مولوی محمد اسحاق صاحب و مولوی
امیر احمد صاحب بھی دیتے ہین ارشاد کیا ہی۔ ومن سقی شربۃ من ماء یوم عاشوراء فکانما
لم یعص اللہ تعالیٰ طرفۃ عین۔ یعنی جو شخص ایک گہونٹ پانی کا پلاوے عاشورے کے دن
پس گویا کہ کبھی اوسنے گناہ نہین کیا خدا کا ایک پلک بھر بھی اور درباب تصدق روز عاشورا
کے فرماتے ہین۔ ومن تصدق فیہ یومئذ فکانما تصدق فیہ السنۃ۔ یعنی جو شخص
اس دن صدقہ دے۔ تو جیسا صدقہ ایک سال مین فوت ہوا گویا اوسکو پالیا۔ اس کلام سے
صاف واضح ولائح ہو کہ اس روز عاشورا کو نہایت خصوصیت ہی حصول ثواب کے بارہ
مین۔ پس ثواب بانے دیدی اون جنابکی روح کو پہونچانا نہایت مستحسن ہی۔ بس محبان
حسین انکی محبت کے جوش دل مین۔ سبیل رکھتے ہین۔ صدقہ دیتے ہین خیرات کرتے ہین
نماز پڑھتے ہین روزہ رکھتے ہین۔ تلاوت کرتے ہین فاتحہ دیتے ہین نیاز کرتے ہین
اور ان سبکا ثواب روح امامین علیہما السلام پہونچاتے ہین۔ اور نیکیان بحساب...

پس کیا آپ چاہتے ہیں کہ ایسے فقرے کرتے ہیں کہ یہ ثواب عظیم سے لوگ محروم رہیں یہاں پر ایک نقل یاد آئی جو آپ پر صادق آتی ہی کسی شہر مین ایک بڑے عابد زاہد پارسا رہتے تھے۔ اور نماز کے ایسے پابند تھے کہ جب سے نماز شروع کی تھی کبھی قضا نہوئی شیطان اونکی فکر مین پڑا کہ کسی صورت سے انکی نماز قضا ہو جاوے۔ ہزاروں جال مکر کا بچھایا اور لاکھون تدبیرین کین۔ مگر اونکے آگے ایک نہ چلی۔ حسب اتفاق بعد چالیس برس کے ایک دن شیطان کی گھات یہ لگی کہ ایک دن صبح کیوقت اونکی آنکھ لگ گئی سو گئے حتی کہ اونکی نماز قضا ہو گئی شیطان کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور یہ بزرگ جو اوٹھے تو نماز کی قضا ہونے پر گریہ و زاری کرنے لگے۔ اس نماز کے قضا ہونیکا اونکو اتنا رنج ہوا کہ دانہ پانی چھوٹ گیا۔ سوا رونیکے دوسرا کچھ کام نہ تھا۔ اتنا روئے کہ آنکھوں سے آنسوں کی جھڑی لگ گئی۔ اللہ تعالی نے اونکی اس زاری پر رحم فرمایا۔ الہام ہوا کہ اے شخص تو جو ایک وقت کی نماز کے قضا ہونے پر اتنا غمگین ہوا کہ دانہ پانی چھوڑ دیا تو ہم نے اس قضا کا ثواب چالیس برس کی عبادت کا دیا۔ اب دوسرے روز سے یہ حال ہوا۔ کہ جب صبح ہوتی تو ایک شخص آتا اور کہتا کہ اوٹھو اور جلد نماز ادا کر۔ اتنا کہکے غائب ہو جاتا۔ اور کوئی اوسے نہ آتے دیکھتا نہ جاتے دیکھتا۔ اور نہ یہ معلوم ہوتا کہ یہ کون شخص ہی۔ آخر کو ایکدن بجناب باری التجا لائے کہ یا اللہ مجھے اسکے حال سے مطلع کر۔ ندا ہوئی کہ یہ جگانیوالا ابلیس ہی۔ تب انکو تعجب ہوا کہ ابلیس کا کام نماز سے روکنیکا ہی نہ کہ تاکید کرنیکا۔ کہا خداوند مجھے اس بھید سے مطلع کر الہام ہوا کہ اوسی سے پوچھ تو وہ بتادیگا۔ دوسرے دن جب وہ شخص جگانے آیا۔ تب وہ بزرگ بولے۔ کہ اے شخص تو جو کہ معلوم ہوا کہ تو ابلیس ہے۔ مگر نماز کی تاکید کرنیکی کیا وجہ ہی۔ کیونکہ تیرا کام تو نماز سے روکنیکا ہی ۱۰

نہ پڑھا ہنگا۔ اونسے کہا کہ مین ہمیشہ اس فکر مین تھا کہ تمھاری نماز قضا کرا دون۔ چالیس
برس کے بعد ایک دن میرا داؤن لگ گیا۔ تو آپ اتنا روے کہ چالیس برس کی عبادت کا
ثواب حاصل کیا اسلیے مین چاہتا ہون کہ پھر کبھی نماز قضا ہوا ور چالیس برس کی عبادت
کا ثواب حاصل کرو کیونکہ میرا کام یہ ہی کہ جہانتک ہوسکے نیکی کم کراؤن نکہ زیادہ
ثواب حاصل کرو۔ پس معترض ہمیشہ تیرا یہی حال ہی کہ تو چاہتا ہی کہ جس صورت سے ہو
لوگ ثواب محرم سے محروم ہون۔ قیامت کیلیے نیکیان نہ جمع کرین بعضو نبوی
سرخروی نپائین۔ اسلیے ایسی ایسی فقرے ڈہونڈ ہکر نکالتا ہی کہ جاہل لوگ ہمارے
دم مین آجاوین۔ اور ایسی ایسی ثواب سے محروم رہین۔ **بارہوان اعتراض**
لوگ مجلسین کرتے ہین۔ اور اوسمین بیکسی وبے بسی ذلت وخواری اہلبیت کی بر سر
منبر بیان کرتے ہین۔ اگر کوئی شخص مجلس کرے اور اوسمین منبر پر بیٹھ کے تمھاری
ماہبنونکا حال بیان کرے تو کیسا برا معلوم ہوگا۔ پس اہلبیت کی ذلت وخواری
بیان کرنی کیونکر جائز ہوسکتی ہی۔ کہ مرے ہی تو ہین **جواب** اگر سچ سچ حال
بیان کرنیکا نام توہین ہی۔ تو پہلے بیان کرنیوالا اسکا خدا ہی۔ کہ اللہ تعالے نے
ازواج انبیا کا حال مثل نوح ولوط وغیرہ کے قرآن شریف مین جابجا بیان
کیا۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ وحضرت زینب کا حال مفصل طور سے بیان کیا۔
ہمارے حضرت نے بھی اسیطرحسے بیان کیا۔ کہ جسکا حال کتب احادیث مین اچھی
طرحسے مندرج ہی پس تیرے نزدیک خدا اور رسول نعوذ باللہ منہا مرتکب جرائم کے ہوئے
المعترض سن جو مصیبت کہ اہلبیت کیواسطے لکھی پڑے تو اوسکا بیان کرنا موجب
ثواب ہی نہ باعث گناہ۔ اور اسیے ایمان تازہ ہوتا ہی یہ سمجھ گئے کہ ہمارے پیشوا و پیر علیہ السلام

یہ مصیبت پڑی ہیں اگر ہمی قسم کی مصیبت ہمیں پڑے تو یہی مصیبت پیش نظر رکھ کے اپنے دل کو تسکین
دینا چاہیئے اور صبر کرنا۔ جاہلونکے بہکانیکے لئے کیا اچھا فقرہ گڑھا ہے ہان ہماری بھنونپر
بھی ایسی ہی ذہینیں اور مصیبت پڑے اور ذلت و خواری پیش آوے تو اوسکا بیان کرنا
ہمارے فخر کا باعث ہوگا۔ رنجیدگی و کبیدگی کا یہان کیا دخل ہے۔ توہین و اہانت تو اوس
حالت میں ہے کہ اگر کسی بڑے کام کے ارتکاب میں اور نیز یہ مصیبت پڑی اگر کسی کی بہن کسی
فعل شنیعہ میں کوئی مصیبت پہنچی ہو اور اسکو کوئی بیان کرے تو البتہ جہاں ہو سکتی
ہے۔ اور کار نیک میں مصیبت پڑے تو اوسکی بیان کرنے میں فخر و بزرگی ہے۔ اللہ تعالے
سورۂ نور میں درباره تہمت حضرت عائشہ صدیقہ کی فرماتا ہے لا تحسبوہ شرا لکم بل
ہو خیر لکم۔ یعنی اس تہمت کو برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیئے ایمو منو بہتر ہے۔
اور دوسرے بارہ میں دربیان مصیبت زدگان فرماتا ہے۔ وبشر الصابرین الذین
اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنی اے پیغمبر خوشخبری دے ان
لوگونکو جو صبر کرتے ہیں اور جسوقت پہونچتی ہے اونکو مصیبت تو کہتے ہیں انا للہ وانا
الیہ راجعون۔ اصل تو یہ ہے کہ مرثیہ میں سنگدلی و جفاکاری بے ایمانی یزیدیونکی
بیان ہوئی ہے۔ اور سنیا ناصبی نہیں کرتا ہے یہ یزیدیونکو سن سنکے خجالت و ندامت
ہوتی ہے۔ اسلیئے ایسے ایسے فقرے بنا کے لوگونکو سناتے ہیں جسمیں لوگ ہمارے مرثیہ
پڑھنے کی مجلس میں جانا اور مجلس کرنا چھوڑ دیں جسمیں فضیحتی یزیدیونکی سننے میں نہ آوے
اسیوجہ انکو برا معلوم ہوتا ہے۔ ہان یزیدیونکی تعریف کیجاتی تو مارے خوشی کے
پھولے نہ سماتے۔ تیرھواں اعتراض تعزیہ داری میں نیکیان کم ہیں اور بدی
زیادہ۔ لیس ایسی نیکی کہ جسمیں بدی کا وجود ہو۔ اور موجد و موجب بدی ہو تو اوسکو مٹا دینا

چاہیے۔ کیونکہ بعض بد ہی ایسی ہین کہ لوگونکو کافر و مشرک بنا دیتے ہین۔ جواب چشم
بد اندیش کہ برکندہ باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظر ٭ ور ہنرے داری و ہفتاد عیب
دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر ٭ ترجمہ دشمنونکی آنکھہ پھوٹے اے خدا ٭ عیب ہی آتے نظر اوسکو ہنر
گرچہ ہو ستر ہی اور ایک خیر ٭ نیک کو وہ نیک ہی آتے نظر ٭ کیون نہین نذریانی حرام
کاری نہین کرتین۔ شرابی شراب چھوڑ دیتے ہین جواری جوا نہین کھیلتے خیر تجانے
ہرطرف کھلے رہتے ہین۔ گلی گلی سبیین موجود جہان دیکھو ذکر امامین علیہما السلام۔
کوئی نیاز کرتا ہی۔ کوئی مجلس کی نقل پڑہتا ہی۔ کوئی تلاوت کلام کوئی روزہ رہتا کوئی
کوئی شب بیداری کرتا ہی۔ اور بھی صدہا قسم کے کام نیک ہوتے ہین یہ سب آپکو سوجھائی نہین
اور سوجھا بھی تو کفر وشرک جو در حقیقت ہی نہین۔ اور بدا بات نے جسکو کفر وشرک جانتے
ہین تو رسالہ تعزیہ کو دیکھ کے اپنا دل ٹھنڈا کر لیجیے۔ اور تعصب ہٹ دھرمی کی تو
کوئی دوا نہین۔ مگر آپ کیا کرین وہ شرشت لکھان تا کچھ نہ کچھ تو اوسکا اثر ہونا چاہیے
حضرات حسنین برسر حق تھے مگر یزیدیونکی نظر مین برسر ناحق و خاطی تھے ہمارے حضرت
رسول برحق تھے لیکن ابوجہل کی نگاہ مین سوا جادوگر کے دوسرا کچھ دکھلائی
نہ دیتا تھا اسیطرح تعزیہ کے باعث سے ہزارون نیک کام ہوتی ہین مگر آپکی آنکھ پر پردہ
پڑ گیا کوئی نیکی نظر نہ آئی۔ نظر آئی تو بدی چھوڑ دو ٭ اعتراض غم حسین
مین رونا کیا۔ عاشورہ مین غم کا کیا باعث۔ بلکہ خوشی کرنا چاہیے۔ ہمارے امام
شہید ہوئے جنت پایا۔ درجہ اعلی کو پہونچے۔ پہر ہم کیون ماتم کرین۔ یزیدی غم کرین
کہ یزید دوزخی ہوا۔ اوسکی سلطنت برباد ہوئی۔ دین و دنیا دونو سے گیا جواب
اسکا جواب مولوی سید عطاء اللہ صاحب نے اپنی کتاب نور الہدایت مین اچھی طرح دیا

چنانچہ تھوڑی سی عبارت اوسکی یہان لکھی جاتی ہی۔ غم حسین علیہ السلام موجب ہای نجات
کا آتش دوزخ سے۔ اور روئے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت سننے خبر شہادت کے اگر
ہوتے آپ موجود اردنیا مین وقت وقوع کے تو کیا حال ہوتا آپکا۔ نفرین ہی اوسپر کہ غم حسین
مین آبدیدہ نہوئے۔ اگر ہوتی شہادت موجب مسرت وشادمانی تو نہ روتے جناب رسالتمآب
صلعم اور نہ آتے جبرئیل واسطے تعزیت کے۔ بلکہ دیتے مبارکبادی شہادتکی۔ اور نہوتے حضرت
جبرئیل شریک ماتم وغم آپکے۔ اور یہ قوم ضالہ ایسی سنگدل ہین کہ خوشی کرتے ہین بروز عشرہ
روایت ہی کہ جب جناب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو حق تعالی نے جبرئیل کو حضور نبوی مین
بھیجا کہ میرے حبیب کو تولد فرزند ارجمند کی مبارکبادی دو۔ اور اوسکے ساتھ حسین کی تعزیت
شروع کرو۔ جبرئیل آئے۔ اور حضرت صلعم اوسوقت امام حسین کو آغوش نازمین لئے
تھے۔ اور اونکے حلق نازنین پر نہایت محبت وپیارسے بار بار بوسہ دیتے رہتے تھے حضرت
جبرئیل نے پہلے حق تعالی کیطرفسے مبارکبادی دی۔ اور اوسکے ساتھ تعزیت شروع کی
آپنے فرمایا۔ ای جبرئیل مبارکبادیکا سبب تو معلوم ہی۔ مگر یہ تعزیت اور ماتم پرسیکا کیا سبب ہی
کونسا وقوع ہی۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس شاہزادہ کے حلق نورانی
پر جسجگہ آپ بار بار بوسہ دے رہے ہین۔ بعد آپکے اور بعد وفات اونکی ماکے۔ اور بعد شہید
ہوجانے اونکے باپ بہائی کے اشقیای امت خنجر آبدار چلائینگے۔ خیمونکو اہلبیت نبوی کے
آتش جور وجفاسے جلائینگے۔ اور کچھہ واقعہ کربلا حضور نبوی صلعم مین عرض کیا۔ آپ سنکر
بہت روئے۔ اور شیر خدا علی مرتضی بھی یہ حال سنکر رونے لگے بیقرار ہوتے اور روتے
ہوئے حجرہ مین حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے تشریف لیگئے۔
حضرت سیدہ نے فرمایا خیر تو ہی۔ آج دن شادیکا ہی نہ غم والم کا۔ مجھے عجب ہی کہ اسوقت

تمھارے رونیکا کیا سبب ہی۔ شبیر خدا نے فرمایا۔ غم حسین مین روتا ہون جو کہ ہوتا ہون
اسوقت حق تعالی کیجانب سے حضرت صلعم کے پاس مبارکبادی ولادت حسین
کی آئی ہی۔ اور بعد مبارکبادی کے فوراً جبرئیل نے شہادت میرے حسین کی سنائی ہی۔
حضرت سیدہ علیہا السلام خبر وحشت اثر سنتی ہی زار زار رونے لگین۔ خون دل
سے دامن بھگونے لگین اور روتی ہوئی خدمت مین حضرت رسول کے آئین۔ اور
کہنے لگین۔ بابا جان فاطمہ آپ پر قربان۔ میرے بچے نور العین نے کیا گناہ کیا ہی۔ کہ بے
رحمان امت اسکو کربلا مین گھیر کر راہ حق سے مونہہ پھیر کر تشنہ بے آب وقت ذبح
شہید کرینگے۔ اور خود عید کرینگے۔ آپنے فرمایا ای فاطمہ یہ واقعہ ہی نہوگا۔ بلکہ اوسوقت
ہوگا۔ کہ نہ مین رہونگا نہ تم۔ اور نہ علی و حسن۔ حضرت سیدہ نے دوسری بار ایک
آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر فرمایا۔ المظلوم مادر۔ وای شہید مادر۔ جب اوس زمانہ
مین۔ مان باپ بھائی تیرے کوئی نہ رہین گے۔ تو تیری مصیبت کا غم کون کھائیگا
شرط تعزیت کے تیری کون بجا لائیگا۔ کاشکے مین زندہ رہتی قبل تیرے نہ مرتی
تو اقامت مراسم مصیبت کی تیری کرتی۔ ہاتف غیبی نے آواز دی۔ کہ شرائط تعزیت
کی اونکی مصیبت زدگان امت قیامت تک بجا لائینگے۔ سیلاب خون دیدہ سے
بہاکر آہ کے نعرے عرش تک پہونچائینگے۔ علاوہ اور بہی اس قسم کے روایتین
ہین کہ بوجہ طوالت کے نہین لکھا۔ اب غم حسین منت رفاسنت ہی گیہ شہادت
کہ روئے حضرت محمد رسول اللہ و علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا علیہم السلام ثابت ہوا
اعتراض یہ کیا ضرور ہی کہ تعزیہ داری و مرثیہ خوانی و نیاز وغیرہ خاص محرم ہی
مین کیجاے۔ اور دوسرے دنون مین نہین۔ اگر محبت حسین ہے تو ہر مہینے مین چاہیئے

خصوصیت محرم کی کیا ہی جواب تعزیہ داری مجلس وغیرہ خاص محرم ہی مین نہین ہوتی - درمیان
دیگر ایام بھی روز چہلم وغیرہ کرتے ہین - اور نیاز و فاتحہ تو جب کوئی تہوار ہوتا ہی تب علی العموم
لوگ کرتے ہین - اور خاص لوگ اکثر جمعرات کو کرتے ہین کوئی مہینا اسے خالی نہین جاتا -
اور مولانا عبد العزیز صاحب لکھتے ہین کہ تعین روز عرس کا اسلیئے ہی کہ وہ دن انکے انتقال
کا ہی دار العمل سے طرف دار الثواب کے - اور رد وہابیہ مین ہی کہ جبکہ اولیاء اللہ بجناب
عزت و حظائر قدس کے پہونچے ہین - پس اوس روز کی خیر و برکت اور فیض و نور بہت ہوتی
ہی بہ نسبت اور ایام کے - اور یہی سبب ہی کہ عرس بزرگان بروز وفات اونکی ہوتا ہی تمام
ملک مین - اسیوجہ سے عرس امام کو خصوصیت ہی ماہ محرم سے - سوال اعتراض
جو لوگ تعزیہ داری وغیرہ کرتے ہین … پسند کرتے ہین - … مفلس ہوتے ہین تو قرض لیکے
کرتے ہین حالانکہ یہ نہ فرض ہی نہ واجب جسکے لیئے ایسا کیا جاوے - قرض لیا جاوے مگر یہ رسم بہت بری ہی ترک
ہو - پس اسکی خصوصیت واہیات ہی - بالفرض اگر کریگا … ثواب سمجھا جاتا ہی تو جب ہو سکے
کرے اور نہ ہو سکے تو نہ کرے - یہ نہین کہ شافعی مذہب واجب کے ترک ہو جواب کتاب بحر الشہادہ
تصنیف ملا حسین واعظ کاشفی مصنف تفسیر حسینی جو مشہور تفسیر مین لکھا ہی - کہ جب خبر
شہادت امام حسین ع کی حضرت فاطمہ نے زبان رسول خدا صلعم سے سنا - اسوقت گریان و نالان
ہوئین - کہ افسوس میرا بچا ایسے وقت مین شہید ہوگا - کہ نہ مین رہونگی نہ علی مرتضی نہ محمد مصطفی
نہ حسن مجتبی - پس کون ہی کہ انکی تعزیت بجالاویگا - کاش اگر مین زندہ ہوتی تو مراسم تعزیت
بجالاتی - اوسیوقت ہاتف نے آواز دیا کہ اسکے ماتم کو جمعیت زندگان امت آخر زمانہ تک
قائم رکھینگے - کہ جب موسم شہادت کا آویگا - اسکی تعزیت کو تازہ کرینگے و شرط مصیبت کی بجالاوینگے
… بموجب اسی آواز ہاتف کے محبان حسین ع - ہر سال تعزیہ داری کرتے ہین - اور حدیث مین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل یعنی فرمایا پیغمبر
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ بہت پسند اللہ تعالے کو وہ کام ہی یعنی کار نیک جو آدمی
ہمیشہ کرے اگرچہ تھوڑا ہو۔ پس مطابق اس حدیث کے لوگ اسکو ہمیشہ کرتے ہیں تا پسندیدہ
خدا ہو۔ اور تعزیہ دار وغیرہ کوئی تقاضا نہیں کرتا کہ کرو۔ بلکہ وہ اپنے حسن اعتقاد
سے خود کرتے ہیں۔ بموجب انما الاعمال بالنیات کے یعنی عملوں کا پھل نیت سے ملتا ہی کے
ثواب آخرت انکو عقبی حاصل کرتے ہیں۔ ستائیسواں اعتراض یہ ہی کہ تعزیہ داری
ایجاد امیر تیمور ہی و بادشاہان دہلی و بعلی و لا دین تھے اسلیے اگلے عالموں نے اسکی ممانعت
نہ کی۔ کیونکہ اگر خلاف مرضی بادشاہ کے اسکی ممانعت کرتے۔ تو خوف جان تھا۔ اور
جان کا بچانا فرض ہی۔ ایک امر مباح ہی۔ اور کسیطرح کا خطرہ نہیں ہی۔ اسلیے اسکی ممانعت
لکھی جاتی ہی کہ اور بادعا ان اسکی ممانعت کا ڈر کا بچتا ہی۔ جواب اگر عالموں کا یہی حال
ہی کہ خلاف مرضی بادشاہ کے مسئلہ نہیں بیان کرتے تو ایسے عالموں کا کیا اعتبار
اونکا خدا و رسول تو بادشاہ کی مرضی ہی۔ اور جب اگلے علما کہ جنمیں اکثر اچھے با خدا۔ و فاضل
و متقی بہت تھے اونکا یہ حال تھا کہ بادشاہ کی مرضی ٹٹولتے تھے۔ تو ابکے علما کہ وہ
بدرجہ اولی کمتر ہیں۔ اور حدیث میں جو ہی کہ کل یوم شر۔ تو انکی بات کا کب اعتبار ہو سکتا ہی
اگلے عالموں نے تعزیہ سے کہ جسکا بنانا کفر و شرک سمجھتے ہیں۔ بوجہ خفگی بادشاہ کی ممانعت
نہ کی۔ تو وہی بات اب بھی سوچنا چاہیے۔ کہ ابکے علما بوجہ خوشنودی بادشاہ وقت کے
ممانعت کرنے لگے۔ مگر یہ بات واہیات ہی۔ اگر علما ظاہر کی کہ جو ہر حال میں مرضی بادشاہ مقدم
رکھتے تھے۔ ممانعت نہ کی تو علما باطنی کہ جو نہ مرضی سے بادشاہ کی غرض رکھتے تھے۔ اور نہ مال
و جاہ کی پروا۔ اور نہ دنیا و دنیا داروں سے واسطہ ہر حال میں خوشنودی خدا اور رضائے ... اپنا

واسطہ دسروکار رکھتے تھے سو مجالس شیعی وصی مین باریاب ہوتے تھے کیون منع ممانعت کی
لیکن چونکہ تعزیہ داری مین کسی قسم کی قباحت نہ دیکھی بلکہ صورت جواز و خیر و برکت کی
پائی اسلیئے ممانعت نہ کی ہے اور ایکے علماء ادباء بھی اونکے قریب مین تھے تک منع کرنے لگے۔ اصل بات
تو یہ ہے کہ جب مذہب وہابی کہیان ابتدا مین بنیاد ڈالی گئی ہے اور بڑے بڑے علماء متجم
مجاہدے دہوکھے مین اونکے دم مین پڑکے مرید و معتقد ہو گئے۔ اور اونکے کہنے کو آمنا و صدقنا
کہکے تعزیہ کو ناجائز ٹھہرا چکے سو تو اب کس منہ سے اوسکو درست کہین۔ یہ بھی بہت مردونکا
کام ہے کہ اپنی غلط فہمی کا اقرار کرے۔ کیونکہ ایسے لوگ رسوائے دنیا نہین چاہتے ہین۔ گو
رسوائے عقبیٰ ہو۔ اٹھارہوان اعتراض۔ اسقدر غلو و افراط و زیادتی جو محبت
حسنین مین ہے۔ تبعیت شیعہ بھی نہین تو کیا وجہ ہے کہ صحاب باوقار کا نہ کچھ غم کیا
جاتا نہ اونکا تعزیہ بنایا جاتا۔ بلکہ خود رسول مقبول صلعم کا کچھ نہین کیا جاتا ہے۔ اگر تعزیت
امامین موجب نجات ہے تو تعزیت رسول خدا صلعم نجات پر نجات ہے جواب۔ حقیقت مین جب
حسد و عداوت کی آگ بھڑکتی ہے تو انصاف و حق۔ جلا کر بغض و تعصب کو ظاہر کرتی ہے
سچ ہے چھچھوندر کو شعاع آفتاب بری معلوم ہوتی ہے۔ گدھ کو مردار کی بو خوش آتی
ہے ہم آپسے پوچھتے ہین کہ کس اصحاب پر اتنی مصیبت پڑی کیسکی شہادت کی خبر سنکے
حضرت رسول بیقرار و اشکبار ہوے۔ کیسکے قتل ہونیکی دن آنحضرت گریان و پریشان
وریش مبارک وچہرہ اقدس گرد آلود ہوا۔ کیسکی تعزیت کی ہاتف نے خبر دی کہ ہر سال
اوس ایام مین لوگ تعزیت بجا لاوینگے۔ کیسکی غم مین جناب فاطمہ بہشت برین مین صف
ماتم بچھاتی ہین کسکے غم مین آسمان خون رویا۔ ذرا کتابین دیکھئے اور بغض
و عداوت سے باز آئیے۔ جناب من شہادت حسین مین رسول خدا ہی

انکا غم یعنی غم رسول ہی کی محبت میں محبت سرور عالم ہی ہے۔ حدیث، قال حسین منی وانا من
حسین احب اللہ من احب حسینا۔ یعنی حسین مجھسے ہی اور میں حسین سے ہون دوست رکھے
اللہ اوسے جو حسین سے دوستی رکھے۔ ایکدن کسی تقریب مین حضرات حسنین علیہما الصلوٰۃ
والسّلام نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا تھا کہ تو اور تیرا باپ
ہمارا غلام ہی۔ عبد اللہ روتے ہوئے اپنے گھر مین آگئے اپنے باپ سے کہا۔ اور جواب سنکے
حضرت عمر نے فرمایا کہ تو نے خط غلامی پر ان صاحبزادون سے مہر و دستخط کیون نہ کرالیا
کہ قیامت کیدن میری اور تیری نجات کیلئے یہ وسیلہ ہوتا۔ دیکھو کہ صحابہ کرام
علی الخصوص حضرت فاروق اعظم حضرات حسنین کی غلامی کو۔ اپنی نجات کا وسیلہ
سمجھتے تھے۔ باوجودیکہ عشرہ مبشرہ مین ہین۔ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین۔ لو کان الرفض حب آل محمد فلیشہد الثقلین انی رافض یعنی
اگر محبت آل نبی کی رفض ہوتے تو دونو جہان گواہ رہین کہ مین رافضی ہون پس
اید وستو محبت آل نبی واونکی تعزیت کو دل مین جگہ دو کہ بہرحال وسیلہ نجات ہی۔
واگر اسے زیادہ دیکھنا اور جاننا منظور ہو۔ تو کتاب روضۃ الشہدا تنقیح الشہادتین
نور الہدایت۔ رد وہابیہ۔ اماطۃ الاذی من طریق الہدی۔ اعانت المسلمین
سیف الجبار وغیرہ دیکھ کے اپنی تسکین کریوے فقط المرقوم ۱۷ ربیع الاول ۱۳۰۱
ہجری۔ تحریر مولوی محمد نعیم اللہ صاحب معروف القلندر قادری
مذہب حنفی ساکن و مالک محلہ علی نگر شہر گورکھپور سبحان اللہ والحمد للہ
ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اچھا جواب دیا برخوردار علیم اللہ نے۔ اور خوب لکھا ہی
اپنی لیاقت کے مطابق۔ درازکرے خدا عمر اوسکی او متمتع رکھے مقاصد دینی و دنیوی مین

اگر جلدی کی ہاتھکے لکھنے مین - اور نہ لگا یا دل اچھی طرح سے - ورنہ ابھی چند باتین لکھنے سے رہگئی
ہین - چاہئے تھا کہ لکھتا اوسکو بھی - تا جواب شافی پاتا معترض اگرچہ اتنا بھی کافی و وافی
ہی - مگر ملخصاً یہان مین بھی لکھتا ہون - ع۱ امیر تیمور کہ بادشاہ کشورستان تھا عاشق
زار حضرت امام حسین علیہ السلام کا تھا - جب پہنچا کربلائے معلی مین - اور زیارت کی روضۂ
اقدس کی تو نہ گوارہ کیا اوسکے دل نے کہ جدا ہو اس سرزمین مطہر سے - پس ارادہ کیا وہان
رہنے کا - اور ٹھہرا رہنا اوسکا سبب تخلل ملکگیری کا - پس خواب مین فرمایا امام حسین علیہ السلام
نے کہ اوٹھ اور ملکگیری پر کمر باندھ اور کھینچ لی شبیہ ضریح شریف کی اور زیارت کر اسکی -
کہ حاصل ہوگا اس نقل سے بھی یہی - جو حاصل ہوتا ہی تجھے اس اصل سے - پس حسب الصلاح
و مشورہ علمائے زمانہ کے بنائی اوسنے تمثال مقبرہ اور ہمراہ رکھا اوسکو - اور برکت سے اوسکے
فتحیاب ہوتا تھا ہر ایک لڑائی مین اسکے برکت سے - جسطرح سے فتح پاتے تھے بنی اسرائیل
ببرکت تابوت سکینہ کے - پس زیادہ ہوا اعتقاد اوسکا اور اوسکے ساتھ والونکا -
اور بتدریج بنانے لگے ہر ایک یہ تمثال - اور خیر و برکت پائی اسکے بنانے مین - تو نوبت
جلد اشاعت پائی تعزیہ داری نے - اور مستحسن جانا اسکو عالمون نے - اور نہ بنائے کوئی
کتاب اہلِ ممانعت مین - اور نہ ذکر کیا اسکا کہین - ع۲ بنائے مذہب اہلسنت و جماعت چار
امر پہ ہی - قرآن حدیث - قیاس اجماع - پس تعزیہ کا نہ کہین قرآن مین ذکر ہی نہ حدیث
مین - اگر اسبارہ مین کوئی آیت و حدیث پڑھے کہ یہ آیت یا حدیث تعزیہ کے بارہ مین ہی -
تو وہ جھوٹا بے ایمان برادر شیطان اخوان یزید پلید ہی - کیونکہ جسکا ذکر قرآن حدیث مین
ہوا اور اوسکو خواہ مخواہی کہے کہ خدا نے یا رسول نے تعزیہ کو منع کیا ہی تو اوسنے جھوٹ
باندھا خدا اور رسول پہ - اور خدا و رسول پہ جھوٹ باندھنے والا وہی ہی جو اوپر کہا گیا - باقی

رہا قیاس اسے تعزیہ کی درستی پائی جاتی ہی کیونکہ یہ تمثال مقبرہ ہی اور تمثال نے بعض
کی ممانعت کہیں نہیں ہی بلکہ حدیث خطوط سے اسکا جواز پایا جاتا ہی جو کتاب ماطقة الاذہی
مین مولوی میر احمد صاحب سہسوانی تحریر فرماتے ہین۔ ملا علی قاری ذیل مین حدیث۔
ان اللہ فرض الفرائض فلا تضیعوہا۔ وحرم حرمات فلا تنتهکوہا۔ وحد حدود فلا تعتدوہا
وسکت عن اشیاء فلا تبحثوہا کے فرماتے ہین۔ سکوت کیا بعض چیز وننسے اور بیان نفرمایا
اوسکا بغیر اسکے کہ فراموش ہو۔ کہ فراموشی اوسکو روا نہین ہی بلکہ رحمت کیا اور آسان
کیا تمپر کام کو غرضکہ طول ہی تحریر خلاصہ اوسکا یہ ہی۔ کہ حلال وہ ہی جسکو اللہ نے اپنی کتاب
مین حلال کیا۔ اور حرام وہ ہی کہ جسکو اللہ نے اپنی کتاب مین حرام کیا۔ اور جسکا کچھ ذکر کیا
بلکہ چپ رہا تو وہ ہمارے لیے معاف ہی۔ جب تک کہ اوسکی حرمت حدیث یا قیاس یا اجماع
سے نہ پائی جاوے اور مطابق ضابطہ حنفیہ کی اصل ہر شی مین اباحت ہو لیس اس رو سے
از روے قیاس تعزیہ مباح ٹھیرا۔ اور اجماع سے بھی اسکا جواز پایا جاتا ہی۔ کیونکہ سیکڑون
برس سے تعزیہ ہی اور ہزارون علما گذرے کسی نے منع نہ کیا۔ اور فرمایا رسول خدا صلعم نے مارا
المسلمون حسن فهو عند الله حسن و لا تجمع امتی علی ضلالة۔ واتبعوا السواد الاعظم ید الله
علی الجماعة من شذ فی النار کے جو شخص تعزیہ کو منع کرے تو مطابق ان احادیث کے وہ
نافرمان خدا و رسول ہوا۔ کیونکہ نہ کبھی عالم نے منع کیا اور نہ کبھی کتاب مین اسکی ممانعت پائی
گئی۔ ہزارون عالم فاضل گذرے کسی نے اسکو منع نہ کیا۔ اور برابر اسکو اچھا سمجھتے آئے
عہد بیسن جسے ہوا زمانہ وہابیونکا۔ اور شیوع پایا انکے مذہب نے تو ٹھیرایا اسکو ناجائز اور
قرار دیا اسکو بدعت۔ اور یہ بعید نہین ہی انسے۔ کیونکہ روضہ رسول خدا کو بھی بتخانہ کہا ہو
جلد نو یا سمجھتے نکلا ہی مذہب وہابی چنانچہ مرقوم ہی کتاب اعانت المسلمین مصنفہ

مولوی محمد حمید الدین صاحب سہارنپوری سے لکھا جاتا ہی۔ ڈہونڈا۔ روضہ منورہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو باتفاق علماے دین کے آسمان و زمین بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے اس دشمن نبوی نے اسکا نام بُت خانہ رکھا۔ اور اپنے گمان باطل مین یہ سمجھا کہ میری ان بیہودہ حرکتون سے کل خلقت اودہر سے پھر کے میری طرف رجوع ہو جاویگی اور مال و دولت و جمعیت خلائق آپسے آپ حاصل ہو کر صرف تیزی زبان و قلم سے مفت شہنشاہ بن جاؤنگا۔ اور کتاب توحید اپنی تصنیف مین بحکم کھلا کل مسلمانان روے زمین کو جملۃً و حرماً و صمناً جمیع اموات مردگان بیانتک کہ صحابہ کرام کو قطعی کافر و مشرک قرار دیکے حکم جہاد و قتل صادر کیا۔ اور کعبہ شریف کی زیارت و داخلی کے بہانہ سے بیشمار بھیڑ کے ساتھ اپنے لیے مسعود نام شروع محرم ۱۲۱۶ھ ہجری مین روانہ کیا۔ اس فریب دہوکھے سے اوسنے یکایک جا کر حرمین شریفین و نجف اشرف و کربلاے معلی۔ و طائف وغیرہ بلکہ خاص کعبہ شریفہ و حرم محترم کو بالکل غارت و تباہ کر دیا۔ اور اپنی شان شوکت دیکھلانیکے واسطے۔ بنام نہاد اداے سنت نبوی صلعم سواری شتر طواف کعبہ معظمہ کا کیا۔ اور تمام حرم کو لید و پیشاب سے بھر دیا۔ اور اسقدر ظلم و تعدی و فسق و فجور خاص حرم مین اور خونریزی سیدونکی کی کہ اوسکا ایک شمہ بھی یزید پلید نے نکیا تھا۔ اور تمام آثار و مشاہد نبوی صلعم و مساجد و تبرکات صحابہ کرام کو نیست و نابود کر دیا۔ اور پیشوایان دین کی قبرونکا تو کیا ذکر ہی اونکی ہڈیان تک نکال کر پھینک دین۔ اور تمام ملک بالکل لوٹ لیا۔ بعد تھوڑے زمانہ کے سیدونکو چھوڑ کے اور لوگونکو حکم دیا کہ اپنے گھر وینمین آنکر آباد ہون سیدونکو جہان کہین پایا اوسی جگہ شہید کیا۔ گویا یہ ناخدا ترس اہلبیت مصطفوی و اولاد مرتضوی کے خون ہی کی پیاسے تھے۔ کسی سید زادہ پر ان بیرحمونکو رحم نہ آیا۔ اور بعض

تا عافیت اندیش روضہ منورہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گرانے اور ڈھانے کے ارادے
سے مع اوزار کے پہونچ گئے۔ لیکن باعث بزرگی کامیاب نہوئے یعنی ایک بڑا اژدہا خونخوار
نکلا اور پھنکار مارا اوسکی پھنکار جسپر پڑی وہ مرگیا اور مرتے ہی ایسی بو عفونت پیدا
ہوئی کہ جو بچے وہ لوگ اونکے نہلانے و کفنانے و دفن کرنے سے عاجز رہے۔ مثل کتونکے
پاؤن پکڑکے گھسیٹے ہوئے لیگئے۔ اور ویسے ہی جنگل مین پھینک کر چلے آئے + اب سوچنا
چاہیے کہ وہابیونکی پیشوائی جبکہ خاص روضہ رسول کو برتنا نہ کہا تو اونکی ذریت۔ تعزیہ
کو کہ نقل روضہ امامین ہی اگر بت کہین تو کیا بعید ہی۔ اور جب اصل روضہ شریف کے ڈہانے
مین کوئی بات اوٹھا نہ رکھی تو نقل کی کیا اصل ہی۔ مولوی عبد الغنی شاہ صاحب
قادری حنفی۔ انکی شان مین تنقیح الشہادتین کے حاشیہ پر یہ لکھتے ہین۔ اس فقیر کے
نزدیک قوم وہابی ایسی حرکتون سے انہین یزیدیونکی اولاد مین معلوم ہوتے ہین
کہ انکے اکثر اطوار اونہین کے سے ہین۔ یہانپر چار بند رسالہ تنبیہ الخوارج مصنفہ
مولوی سید سند علی ولد ابراہیم ادہم بلخی حنفی المذہب کا واسطے آگاہی مسلمانان ہندا
کے لکھا جاتا ہی۔ بند بت اوسے کہتے ہین جسکی شکل ہو ذیجانکی + شیر کی ہاتھی کی حمار کی
کی کسی انسانکی + تعزیہ یہ شکل کسکی ہی کہو ایمانکی + مولوی ہوکرکے باتین کرو ہذیانکی +
تعزیہ داری شبیہ قتل معصومان ہی + جو منع اسکو کرے جانو اوسے شیطان ہی +
ہان مگر تمکو عداوت ہی نبی کی جانسے + اسیلئے کہتے ہو بت تم تعزیہ کو طعن سے + ہو نہین
واقف ابھی آل نبی کی شانسے + کیون پھرے جاتے ہو ناحق دین اور ایمانسے +
منہہ پھراکر شافع محشر سے کیا پاؤگے تم + حشر کے دن مغفرت کو پھر کہان جاؤگے تم +
تعزیہ کو بت کہین کیونکر نہ اخوان یزید + باپ دادون نے کیا انکے اماموںکو شہید +

بت پرست انکے بزرگ تھے ملعون و پلید ہی ہی خبر اسکی پڑہو جاکر بقرآن مجید؛ تعزیہ داری
ثبوت قتل معصومان ہی؛ جو منع اسکو کرے جانو اوسے شیطان ہی؛ تعزیہ فی الاصل نقل
روضہ شبیر ہی ہیہ نہ بت ہی نہ کسی ذی روح کی تصویر ہی؛ بلکہ اسمین خیر و برکت کی بھری
تاثیر ہی؛ منکر اسکا بیگمان شیطان کا نخچیر ہی؛ تعزیہ دار دنسے راضی ہین جناب فاطمہ
پنجتن کے ہاتھ پر ہوتا ہی اسکا خاتمہ؛ ہم اس فرقہ کی دلیری و بیباکی پر تعجب کرتے
ہین - کہ ذرا بھی انکے دل مین نہ خوف خدا ہی نہ لحاظ رسول - کہ ایسے متبرک روضہ کی نقل
کو بت - و محبان و فدائیان حسین کو بت پرست و کافر و مشرک کہتے ہین - مگر بانی خاص
روضہ رسول کو بتخانہ و مولد شریف کو کنہیا کا جنم کہتے نہ ڈرے تو اسے کب ڈرتے ہین
اگر تعزیہ بت و حرام ہوتا تو ارواح طیبہ جناب پنجتن پاک اوسکے ہمراہ اور پاس کیون
ہوتین - جیساکہ لکھا ہی بخود دار محبیب اللہ نے رسالہ تعجبیہ مین - اور رسالہ ارشاد الرحمن
مین لکھا ہی - حضرت شاہ عبد الرزاق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز - گاہ گاہے واسطے
زیارت تعزیہ کی جاتی تھی چنانچہ ایک روز نوین تاریخ محرم الحرام کی بطرف ندی کلیانی
تشریف فرما ہوئے درمیان راہ کے ایک جولاہے نے اپنے تعزیہ کو طیار کر رکھا تھا -
جناب ممدوح واسطے زیارت اوس تعزیہ کی نہ گئی - رات کو خواب مین دیکھا کہ نزدیک
اوسی تعزیہ کے گیا ہون - جناب امام حسن و جناب امام حسین علیہما السلام وہان
موجود ہین - مجھے دیکھتی ہی فرمایا - کہ ای عبد الرزاق تو ہمارے مکان پر نہین
آیا - مین نے قدمبوس ہو کر عرض کیا - کیا طاقت کہ حاضر نہون - اوس دن سے عشرہ
محرم مین ہر روز واسطے زیارت تعزیہ کے تشریف لیجاتے تھے - اور اکثر فرماتے تھے - کہ تعزیہ
کو کاغذ و بانس سے بناتے ہین اسکو کاغذ و لکڑی نہ جاننا چاہیے - گاگاہے ارواح مقدس

حضرات بھی متوجہ ہوتے ہین - اور یہ بھی معمول تھا کہ جو تعزیئے لوگ اوٹھاتے تھے - آپ
پیشوائے کرکے اپنے مکان مین لاتے تھے - اور جب تک تعزیہ رہتے تھے آپ ہاتھ باندہے کھڑے
رہتے تھے - بس اسیطرح تو - یہ شاہ عبدالرزاق صاحب وہ ہین کہ برابر مجلسین نبی صاحب مین حاضر
ہوتے تھے - اور جنکی ولایت و معرفت و بزرگی کا ایک عالم معتقد و معترف ہی - اور سلسلہ رزاقیہ
آپ ہی سے منسوب ہی - پس جبکہ ایسے ایسے بزرگونکا یہ حال ساتھ تعزیہ کے ہو تو تعزیہ کو بت کہنا
سوائے عداوت امام کی اور کیا تصور ہو سکتا ہی غزائے مسعودی مین درباره نشان نذرانی
حضرت سید سالار مسعود غازی کے لکھا ہی - حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری نے کیا تحریر کیا
دلچسپ تقریر ہی - کہ علماء ظاہر ہین اپنے علم کے نقصان سے عارفونکے فعل پر اعتراض کرتے
ہین - علم ظاہر پر مرتے ہین - اگر علم باطن کا مزہ پائین - دیدۂ دل سے کہنہ کو پہونچ
جائین - صدمہ ہلاکت نہ اوٹھائین - اور فی الحقیقت بموجب اس تحریر کی ہی بھی حیطہ
قاتلان حسین دنیا مین بھی کسی نہ کسی عذاب سے مرے - اوسیطرح بے ادبان تعزیہ کو بھی
دنیا مین ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی صدمہ پہونچتا ہی - کوئی عین شباب مین فرنگی
کوئی قید فرنگ سہتا ہی - کوئی داغ اولاد اوٹھاتا ہی - کوئی نجالت مین طاق ہوتا
ہی - البخیل عدو اللہ کا مصداق ہوتا ہی - کوئی زیارت مزار سید ابرار سے محروم رہتا ہی -
کوئی انا خیر منہ نقارہ بجاتا ہی - ابلیس تلبس کے سے گھمنڈ و غرور مین ہنسا رہتا ہی
اور کیون نہو جب قاتلان حسین صدمہ سے خالی نہ رہے تو اونکی تابعین کب بچ
سکتے ہین یہ بھی کرامت آل رسول ہی اگر کسیکو ہماری اس تحریر مین شبہ ہو تو اب بھی بے
ادبی کرکے دیکھ لے - روسیاہی کونین کی منظور کرلی - اور ارشاد الرحمن مین لکھا ہی
کہ جسوقت شمر ملعون نے آپکے سینہ مبارک پر سوار ہوکر ارادہ سر کاٹنے کا کیا تھا - یکایک آواز

امتی کہ یہ وہ سینہ ہی کہ جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے تو ای ملعون یہ کیا کرتا ہی۔ خدا۔ اور رسول خدا سے بھی نہین ڈرتا ہی۔ اوس وقت اوس ملعون نے ایک کاغذ استفتا کا۔ جو اہیر دو سو علما اوس زمانہ کے۔ کہ او پر قتل حسین علیہ السلام کے۔ یزید نے تیار کرایا تھا نکال کر پھینکدیا۔ اور جسکو اسمین شبہہ ہو۔ واقعہ اودہ پر غور کرے۔ کہ کیسے کیسے علما۔ بطمع دنیوی بادشاہ کیطرف دار ہوکر مسلمانونکی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ اور صاف لکھدیا۔ کہ جو مسلمان مولوی امیر علی کا ساتھ دیگا۔ یا۔ مارا جائیگا۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کا نافرمان ہوگا۔ شہید نہوگا شہادت مین دغدغہ ہی۔ چنانچہ ہزارون مسلمان بلکہ اچھے اچھے عالم بھی جہاد سے منھہ موڑ کر۔ گھر بیٹھہ رہے۔ آخر کو جناب مولوی امیر علی صاحب تھوڑسے ہمراہیونکے ساتھہ شہید ہوے۔ پس علماے ظاہر کا ہمیشہ سے یہ حال رہا ہی۔ العلم حجاب الاکبر انہین کی شان مین ہی۔ ہان جو علماے باطنی ہین سبحان اللہ اونکا کیا کہنا ہی۔ خود اونکی تعریف مین جناب پیغمبر رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی۔ العلماء فی امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے ایسے عالم ہونگے جیسے بنی اسرائیل کے بنی اور یہ بھی ہی۔ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ اس حدیث کو لوگ علماء ظاہری پر خیال کرتے ہین۔ مگر ایسا نہین ہی۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے بنی خالی معجزہ سے نہ تھے۔ پس جو ورثہ انبیا پاتے تو اوسکے ساتھہ کرامات وخرق عادات کا ہونا بھی ضروری ہی۔ اور یہ علماے ظاہر کو نصیب نہین ہی۔ اگر ہی تو دکھین لوگونکو کہ جنکو باطنی سے کچھہ بھی نصیب ہوگیا شعر ہاست سعدی کہ راہ صفا توان رفت جز بپے مصطفی۔ اور ایک بڑی خرابی ندوتون مین یہ ہوتی ہی۔ کہ جنکے باپ دادے الف کے نام سے بے نہین جانتے تھے۔ یا پشتہا پشت پیشہ رذالت مین گذری اور وہ کچھہ پڑھکے اپنے کو علم کھلانے لگے۔ تو وہ اتر شیخی چاہنا

خودی کے نشہ میں بہک کر بجز اپنے لگے سب کو کافر و مشرک بنانے - اور ایسا بہکے کہ صحابہ کرام کو بھی
نہ چھوڑا - الولد سر لابیہ کے پوری مصداق ہو گئی - انھیں کے بارہ میں مولانا روم فرماتے
ہین تیغ دادن درکف زنگی مست + کہ نیاید علم ناکس را بدست - سچ ہی زنگی مست جو تلوار
پا جائیگا - تو بہت کچہ کریگا - دس بیس کی جان لیگا - اور یہ ناکس جو پڑھجائینگے تو ہزارونکو
گمراہ کرینگے - باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست + در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس
سو آنکھوں سے دیکھتے ہین - نظم زمانہ آج کل یوماً بتر ہی + حدیث معتبر سے یہ خبر ہی + کہ
فرماتے ہین خود سالار دین یون + خبر دیتے ہین ختم المرسلین یون + کہ میرے بعد بس نزدیک
تھا کہ سجدہ حق بجا لائینگے ہر یک + مساجد مین مگر مسلم نہین یک + سو آیا روز زمانہ یہ
وہی ہی + یہ ہر اک ہین مبتلا نفسانیت مین + پڑا فرق آگیا انسانیت مین + رہ تحصیل
سب نے سنت پکڑی + عنان جاہلیت جیت پکڑی + یہانتک گم ہوئی راہ اصول +
کہ سیکھی سب نے گفتار فضولی + لگے برباد کرنے اعتقادات + عوام الناس مین لائے
فسادات + زمانہ مین بہت پھیلا تشدد + مسائل مین لگا ہونے تردد میرا ہی سے دین مین
مچنے لگا جنگ + ہی اب اسلام کا کچھ اور ہی ڈہنگ + عہ بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اگر
ارواح طیبہ کا نزول تعزیہ مین ہوتا ہی - تو روح ایک ہی اور تعزیہ لاکھون - پھر کیونکر آن
واحد مین ایک روح سب جگہہ پہونچ سکتی ہی - پس یہ خلاف عقل ہی - اور جو بات عقل کے
خلاف ہو اوسے ماننا عقلمند کا کام نہین ہی - ہم کہتے ہین کہ کچھہ ضرور نہین ہی کہ سب
تعزیونمین روح امام پہونچی - بلکہ جس تعزیہ کے ساتھہ خلوص عقیدت کا اہتمام کیا
جاوے - و ملاہی و ملاعب وغیرہ امور نامشروع سے خالی ہو - اوسمین اگر روح پنجتن
پاک آوے تو کیا عجب ہی جسطرحسے روح پرفتوح جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلعم

بعض مجلس میلاد نبوی مین شامل ہوتی ہی- اور دوسرے یہ- جو امر کہ خلاف عقل واقع ہو
اوسیکا نام معجزہ و کرامات ہی- اور کرامات اولیا حق ہی- مولانا روم فرماتے ہین- اولیا
راہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ- یہانپر اب ہم ایک حکایت لکھتے ہین-
حاجی فتح اللہ شاہ جو بعد ادای حج و زیارت مقامات متبرکہ کرتے ہوئے جو بغداد شریف
مین تشریف لیگئے- اور وہانکے بزرگونسے فیض باطنی حاصل کر کے حضرت پیران پیر دستگیر
کے روضہ مبارک پر معتکف و چلہ نشین ہوئے- آخر کو حسب بشارت ایک اینٹ وہانسے لیکر لاہور
سے چار کوس جنوب میں جنگل مین ایک حجرہ بناکر عبادت الہی مین مصروف ہوئے- اور
اوس اینٹ کو وہین مثل کنز اً مخفیاً کی تہہ زمین کر دیا- ایکدن حاجی صاحب مسواک کرتے تھے
حسب اتفاق ایک ہندو نے اونسے یہ تقریر کی- کہ ہمارے سری کرشن کنہیا کے سولہ سو گوپیان
تھین ایکدن کسی شخص نے کہا کہ مہاراج آپکی اتنی گوپیان ہین کہانتک سب کے پاس
جاتے ہونگے- انمین سے ایک گوپی ہمکو دیجیے- سری کرشن نے کہا کہ جاو جس گوپی کے پاس
ہمکو نپاسے اوسے لیلے- یہ سنکے وہ ہر دوار دوڑا- مگر جہان جہان جاتا تھا وہان
سری کرشن کو موجود پاتا تھا- آخر تھککے وہ بولا کہ دیکھتے ہمارے یہان ایسے ایسے دیوتا
ہو گئے ہین- بھلا مسلمانونمین بھی کوئی ایسا ہوا ہی- یہ سنتے ہی حاجی صاحب غیرت مین
آئے- اور سامنے ایک درخت مہوہ کا تھا- کہا دیکھ طرف اس درخت کے- اوسنے اودہر
نظر اوٹھائی تو کیا دیکھتا ہی کہ اوسکی ہر ایک ڈالی پر- حاجی صاحب مسواک کر رہے ہین-
یہ کرامت دیکھتے ہی وہ شخص مشرف باسلام ہوا- پس ایعزیز جبکہ ونکی ایک ادنی امتی کا
یہ حال ہی- تو نواسہ رسول اللہ کا کیا حال ہو گا- پس ایسے چنان و چنین نکرو کرامات
الاولیا حق کے قائل ہو- اور دیدہ باطن سے تعزیہ کو بنظر عظمت و عقیدت دیکھو کے تو پہچ

پاوینگے۔ اور بنظر عداوت کے کچھ نظر نہ آئیگا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام۔ امام تھے۔ نواسہ
رسول تھے۔ سید اشباب تھے۔ ریحانتین تھے۔ برسرحق تھے۔ لیکن یزیدیونکی نظر مین باغی تھے۔
خاطی تھے۔ گنہگار تھے۔ برسرناحق تھے۔ دوزخی تھے۔ چنانچہ بنظر حفاظت و بچاؤ کے۔ گرد خیمہ
اہلبیت کے اپنے خندق کھودوا کے آگ بھڑکاتی۔ مالک بن عروہ نے یہ آگ دیکھ جلا کے
کہا کہ مژدہ ہو یا حسین۔ قبل آگ دوزخ کے دنیا ہی مین تمنے آگ اختیار کیا۔ اور جب امام حسین
نے یہ نعرہ مارا کہ انجیداہم تیرے رسول کے اہلبیت سے ہین۔ ہمارے داد ظالمون سے لے۔ یہ سنکے
ابن اسعد بولا کہ اے حسین تم سے اور پیغمبر رسول خدا سے کیا واسطہ کہ ہر ساعت لاف زنی کر
رہے ہو۔ بلکہ حضرت امام یزیدیونکی نظر مین ایسے گنہگار و خطاوار تھے کہ بعد قتل کے بھی اونکے
دل ٹھنڈے نہوے۔ لاشون پر گھوڑے دوڑاے۔ اور ویسے ہی پٹپر میدان مین بے دفن
چھوڑ دیا۔ پس دیکھو کہ جب بغض و عداوت کے دل مین جگہ ہوتی ہی تب حق ناحق بھی نظر آتا
ہی۔ جیسا کہ یزیدیونکو امام حسین نظر آے۔ اور اب اونکے تابعینونکو اونکے روضہ کی نقل
نظر آتی ہی۔ ف بعض منکرین کو بڑا اعتراض یہ ہی کہ باجا آلہ خوشی سے ہی نہ آثار غم
سے۔ پھر اس غم و الم مین باجا کیسا۔ حالانکہ یہ محض جہالت ہی۔ غم و الم و واقعات شوم
حالات بھی باجا بجا کے بیان کیے جاتے ہین خود حضرت رسول اللہ صلعم کے سامنے بجایا
شیون کیا گیا۔ اور آپنے سنا اور اجازت دیا۔ چنانچہ بخاری نے ربیع بنت معوذ بن عفرا
سے روایت کی ہی اور وہ یہ ہی۔ حدیث۔ قالت جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل
حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف و
یندبن من قتل من ابائی یوم بدر اذ قالت احدیہن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال
دعی ہذہ و قولی بالذی کنت تقولین۔ یعنی آئے رسول خدا صلعم اوسوقت مین کہ بیاہے

گئی تھی ہین۔ پس بیٹھے میرے فرش پر آکر جسطرح سے کہ بیٹھا ہی میرے ساتھ میرے فرش پر (اور یہ خطاب اوسکے ساتھ ہی کہ جس سے وہ روایت کرتی ہی) پس شروع کیا چھوکریون نے جو ہمارے تہین بجاتی تھین ڈف کو۔ اور نوحہ اور شیون کرتی تھین اونکا جو مارے گئے تھے پدر ان میرے بدر کی لڑائی کے دن اچانک کہا ایک نے اون عورتون سے۔ کہ ہم مین ایک نبی ایسا ہی جو جانتا ہی کل کی بات۔ پس کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوڑ اسکو اور وہی کہو جو کہتی تھین۔ اب سوچنا چاہیے کہ شہداے بدر کا حال روبرو حضرت کے ڈف بجا بجا کر بیان کیا گیا اور حضرت نے سنا۔ اگر شہداے کربلا کا حال با جا بجا کے بیان کیا جاوے تو کیا برا ہی ع بعض متعصب شربت و مالیدہ وغیرہ جو نیاز امامین کیا جاتا ہی۔ اوسکو حرام و نجس مثل سوئر و پیشاب کے کہتے ہین۔ یہ محض جہالت و حماقت بلکہ عداوت ہی۔ یہ خود داراز مجیب اللہ نے رسالہ تعبیہ مین مولنا عبد العزیز صاحب سے سند اسبات کی دی ہی کہ ایسا کہانا متبرک ہوتا ہی مکرر لکھنے کی ضرورت نہین۔ مگر اسقدر اور جاننا چاہیے کہ پاک چیز اوسوقت ناپاک ہوتی ہی کہ جب اوسمین کوئی ناپاک چیز ملجاوے۔ مثلا ایک گھڑا پانی ہی اور وہ پاک ہی۔ اوسمین پیشاب غیرہ نجس چیز کوئی پڑجاوے تو وہ پانی ناپاک ہوجاویگا۔ پس کونسی ناپاک چیز ملے جس سے وہ شربت وغیرہ ناپاک ہوگیا۔ کیونکہ اوسپر فاتحہ کیا گیا یعنی قل و درود کے پڑھتے ہی ناپاک ہوگیا۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ معاذ اللہ قرآن ہی ناپاک ہی۔ کہ پہلے تو شربت پاک تھا اور قرآن پڑھتے ہی نجس ہوگیا۔ یا اوسکا ثواب بروح امامین پہونچایا گیا تو فوراً ناپاک ہوگیا۔ کیونکہ اس شربت وغیرہ پر یہی دو بات ہوئی کہ قرآن پڑھا گیا اور ثواب بروح امامین پہونچایا گیا۔ نعوذ باللہ منہا کیا التعصب اور عداوت امامین ہی کہ خدا کا خوف مطلق نہین۔ اس شربت کے ضد کے لیے قرآن و امام

د تو نجس و ناپاک بنا دیا ہے بعضے نیم ملا کہتے ہین کہ تعزیہ کے پاس لیجانے سے ناپاک ہو گیا سو یہ ان کا کہنا بیجا ہے کیون نہ ہو مولانا عبد العزیز صاحب رضا لکھتے ہین اور رسالہ زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح مین بھی ہی کہ تاب حلوا تمام رات تعزیہ کے آگے رکھتے ہین مکروہ ہی اور یہ شاید اسوجہ سے ہی کہ کفار عرب وغیرہ اپنی عید کے دن کھانا پکا کے رات بھر آگے بتون کے رکھتے تھے اس نیت سے کہ اسمین خیر و برکت آجاوے۔ اور صبح کو متبرک سمجھکے کھاتے تھے اور ہندوستان کے ہندو بھی ایسا ہی کرتے ہین اور اوسکو ٹھاکر کا بھوگ کہتے ہین جو شخص اس نیت سے ایسا کرے تو مطابق تحریر مولانا صاحب کے کرنا مکروہ ہی نہ کہ وہ شئی۔ و اگر زیادہ تعصب کیجئے تو خیر اوسکا کھانا مکروہ صحیح۔ ناپاک و نجس و حرام کیونکر ہوا مگر واضح ہو کہ کوئی ایسا کرتا نہین۔ کیونکہ جو لوگ شربت وغیرہ پاس تعزیہ کے لیجاتے ہین تو نذر نیاز کرانے کو آتے ہین۔ اور وجہ تعزیہ کے پاس لیجانیکی یہ ہی کہ اول تو کوئی فاتحہ کرنیوالا ملتا نہین۔ دوسرے یہ کہ تعزیہ کے پاس زائرین و سائلین کا برابر مجمع رہتا ہی۔ اسلیئے لوگ وہان لیجاتے ہین اور نیاز کرا کے جسقدر لاتا ہو ناہی لے آتے ہین۔ اور باقی کو وہان کھلا پلا دیتے ہین۔ یا مہتمم کے حوالہ کردیتے ہین وہ جیسا مناسب جانتا ہی۔ زائرین سائلین۔ فقیرون وغیرہ کو دیدیتا ہی۔ اور یہ بات گھر پر حاصل نہین ہو۔ اور کچھ مخصوص تعزیہ ہی کے پاس نہین ہی اکثر لوگ اپنے گھر ہی مین فاتحہ کرتے ہین حـ بعض لوگ غم حسین علیہ السلام مین رونے و ماتم کرنے و مجلس کرنیکو برا کہتے ہین حالانکہ رسالہ التعبیہ مین از عالم انسانات تا عالم حیات مجلس کرنا بلکہ حضرت فاطمہ کے بھی ماتم کرنیکا ثبوت اچھی طرحسے دیا گیا ہی جسکا جی چاہیئے دیکھ لے۔ اور رسالہ ارشاد الرحمن مین لکھا ہی حضرت قطب الاقطاب سید شاہ

حافظ رزاق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے اندر عشرہ محرم الحرام کے تین بار جناب مقدسہ مطہرہ
سیدہ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت سے مشرف ہوئے ہر بار
بجالاتے لیکن جناب ممدوحہ کو کبھی اپنے متوجہ نہ پایا۔ کمال پژمردہ خاطر لاحق حال ہوا
جو بعد عشرہ مذکور کے پھر مشرف بزیارت ہوئے۔ بدستور پہنچ ملال اونہیں کے شفقت پائی۔
عرض کیا سابق مین تین مرتبہ آپکی زیارت سے مشرف ہوا لیکن التفات خاطر اشرف کا
متوجہ حال اپنے کے نپایا۔ اگر کوئی خطا مجھسے سرزد ہوئی ہے تو امیدوار عفو کا ہون۔
ارشاد ہوا کہ تم سے کوئی قصور نہین ہوا۔ لیکن مین ماتم حسینؑ مین متردد تھے۔ اور روضۃ
الشہدا مین لکھا ہی کہ جسوقت جبرئیل علیہ السلام واسطے مبارکبادی امام حسین علیہ السلام
کے آتے تھے۔ ایک فرشتہ کو دیکھا کہ زار زار زمین پر روتا ہی اوسکے پاس گئے تو پوچھا کہ یہ
تیسرے آسمان کا فرشتہ ہی ستر ہزار فرشتونکا سردار۔ فطرس نام ہی۔ پوچھا کہ ای فطرس یہ
کیا حال ہی۔ اوسنے کہا کہ ای جبرئیل خدا وند تعالیٰ کے حکم کی تعمیل مین ذراسی سستی ہوگئی
تھی۔ کہ برق غیرت نے میرے پر و بال کو جلا کر مسند عزت سے اس مہلکہ مین ڈالا۔ ای جبرئیل
کہان جاتے ہو۔ جواب دیا واسطے مبارکبادی ولادت امام حسینؑ کی۔ خدمت مین جناب محمد
مصطفیٰ کے جاتا ہون۔ فطرس چلایا۔ کہ مجھکو بھی لیچلو۔ کہ شاید وہ حضرت میری شفاعت
کرین۔ اور مین پھر اپنے مرتبہ کو پہونچون۔ جبرئیل اپنے ساتھ لائے۔ اور بعد مبارکباد کی
کے اوسکا حال عرض کیا۔ اوسوقت امام حسین حضرت رسول خدا کی گود مین تھے۔
فرمایا ای فطرس اپنے کو میرے حسین کے بدن سے مل چنانچہ اوسنے ملا۔ اور فوراً بال و پر
پا کے اپنے صومعہ کو گیا۔ جب امام حسین شہید ہو چلے فطرس نے سنا۔ کہا کہ یا اللہ کیا ہوتا
جو مجھکو خبر ہوتی کہ اپنے رفیقون کے ساتھ زمین پر جاتا۔ اور دشمنان حسینؑ سے لڑتا۔

خطاب ہوا کہ اگر اوس صورت نے وقوع نہیں پایا اب تو ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اوسکی قبر کا ملازم ہو ہر صبح و شام اوسپر رویا کرو اور ثواب اس رونیکا اون لوگوں کو بخشو جو مصیبت امام حسین میں روتے ہیں خطرس کربلا میں آیا اور جو اوسکو حکم ہوا اسمین مشغول ہی حضرت ام سلمہ و حضرت عبد اللہ ابن عباس نے خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے سر کے بال پریشان چہرہ پر خاک پڑی ہوئی خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیا آپکا یہ حال ہی یا رسول اللہ فرمایا کہ میں کربلا سے آتا ہون ابھی میرا پیارا حسین شہید ہوا تنقیح الشہادتین میں ہی امام مظلوم پر رونا ہمیشہ کیواسطے محبون کے لیئے باقی رہگیا اور خاص عاشورہ کا تو وہ دن ہی کہ ہر غمال امام مظلوم کا صدمہ جانکاہ تازہ ہوتا ہی کوئی مخلوقات میں ایسا نہیں ہی جسکو یہ رنج و غم نہو سوا ے بدبختوں کے اور مولنا عبد العزیز صاحب لکھتے ہین جو کہ عاشورہ کے دن خوشی کرے وہ فرعون ہے بعض لوگ مرثیہ و نوحہ پڑھنے کو منع کرتے ہین اور طعنہ مارتے ہین اور طرح طرح کے فقرے گڑھکے لوگونکو بہکاتے ہین اگرچہ اسکا جواب بخوبی بزرگون نے اچھی طرح سے دیا ہے مگر یہان چند اشعار مرثیہ و نوحہ کی تنقیح الشہادتین و سر الشہادتین سے لکھدیتے ہین لکھا ہی کہ جسروز امام مظلوم شہید ہوے اوسدن آسمان کیجانب سے چلا چلا کے رونیکی آواز آتی تھی اکثر جن و پری آپس مین نوحہ و مرثیہ پڑھ پڑھکے روتے تھے وہ مضمون یہ ہی مسح النبی جبینہ فلہ بریق فی الخدود ابواہ فی علیا قریش جدہ خیر الجدود + نبی نے اوسکی پیشانی ہی چومی + کہ روشن جسکا چہرہ چاندسا تھا + علی تھا باپ گرامی قریشی + تو اوسکا نانا تھا سرور جہان کا + الا یا عین فانہملی بجہد + ومن یبکی علی الشہداء بعدی + علی رھط تقودھم المنایا + الی متجبر فی ملک عبدی + [illegible]

کون رویگا پھر شہیدونکو ۔ پاس ظالم کے کھینچتے لائے ۔ وائے ری ہوش ان عزیزونکو ۔ اچھی جینا
ہیلا ۔ کان جینا ہیلا ۔ کان جینا جبلا ۔ خبر حسین کے مرنیکی مین سنتا ہون ۔ جو جبر کرنیمین
تھے کوہ سے بھی افزونتر ۔ اترجو انہ قتلت حسینا ۔ شفاعۃ جدہ یوم الحساب ۔ کیا ہی قتل
جنھون نے حسین پیارے کا ۔ ہی کیا امید شفاعت نبی کی محشر مین ۔ ۱ بعض کہتے ہین ۔
تعزیہ کے ذریعہ سے اگرچہ نیکی ہوتی ہی ۔ مگر اسکے ذریعہ سے بدی بھی ہوتی ہے اور بدی اگرچہ تھوڑی ہو تو کہا جاتی ہی نیکی
کو ۔ جیسے ایک گھڑا گلاب بھرا ہوا ہو اور اسمین ایک قطرہ پیشاب پڑجاوے تو اگرچہ گلاب
ایک گھڑا ہی ۔ مگر یہ ایک قطرہ گھڑے بھر پر غالب آتا ہی اور سبکو نجس اور ناپاک بنا دیتا
ہی ۔ درحقیقت یہ مثال جاہلونکے بھکانیکو عمدہ ہی مگر یہ نہین خیال کیا کہ ہزارون
بکریونکے بھگانیکو ایک شیر کافی ہی ۔ پس نیکی بمنزلہ شیر کے ہی اور بدی جیسے بکری ۔ اللہ
تعالی خود اپنے کلام پاک مین فرماتا ہی انّ الحسنات یذہبن السیئات ۔ یعنی نیکیان برائیونکو
لیجاتی ہین سبحان اللہ تعصب نے ایسا اندھا کر دیا کہ کلام خدا کے بھی خلاف فرماتے ہین
کیا نہین معلوم کہ باون تولہ تانبے کو پاؤ رتی اکسیر سونا بنا دیتی ہی ۔ الغرض اگر تمام
وکمال حال اسکے بیان کیئے جاوین تو ایک بڑی کتاب ہو جاوے اسلیئے اب ایک روایت
پر ہم اپنی اس تحریر کو ختم کرتے ہین روایت عبد المناف کے یہان ایک مرتبہ دو لڑکے
ایک ساتھ ایسے پیدا ہوئے کہ دونو کی پیشانی یا پیٹھ کے چمڑے کسیقدر ایک مین
ملی ہوئی تھی ۔ اونکو تلوار سے جدا کیا ۔ کسی دانشمند نے سنکر کہا کہ تلوار سے جدا کرنا
مناسب نہ تھا کسی اور چیز سے جدا کرتے اب جو تلوار سے جدا کیا ہی تو غالباً اندونکی
اولاد مین تلوار چلی چنانچہ مطابق کہنے اوس دانشمند کے ہوا ہی یعنی ان دونو
لڑکونمین سے ایک کا نام ہاشم رکھا اور دوسرے کا عبد الشمس ہاشم کی اولاد مین عبد المطلب

حضرت محمد مصطفےٰ ۔ حضرت علی حضرات حسنین ہوے ۔ عبد الشمس کی اولاد مین ۔ امیہ سفیان امیر معاویہ ۔ یزید ہوئے ۔ ہاشم سے امیہ سے لڑائی ہوئی سفیان سے اور پیغمبر رسول خدا سے ایسی لڑائی ہوئی دندان مبارک شہید ہوا ۔ حضرت علی وامیر معاویہ سے جو جدال قتال وکشت وخون ہوا ظاہر ہی کہ بڑے بڑے صحابہ کرام شہید ہوے ۔ یزید نے حضرات حسنین کو شہید کیا ۔ ایک کو زہر دلوایا ۔ دوسرے سے کربلا مین ایسی لڑائی ہوئی کہ معہ یار ویاور وپسر وبرادر وغیرہ معہ کل خاندان شہید ہوے ۔ صرف ایک امام زین العابدین باقی بچے کہ اونسے سلسلہ اولاد اب تک جاری ہی اور اون کمبختون کے بھی اولاد کا سلسلہ جاری ہی ۔ اور وہی پورانا اثر پشتینی بھی چلا آتا ہی ۔ کہ جب اونکے سامنے تعزیہ کا ذکر نقل وضدامام ہی کا نام لیا جاتا ہی تو غصہ کی آگ مین ایسے بیخود ہو جاتے ہین کہ قابو پڑے تو مار دیا لیکن مگر مار سکتے نہین تیغ زبان سے گھائل کرتے ہین ۔ یعنی کافر ۔ مشرک ۔ ملعون مردود بت پرست ۔ کہہ بیٹھتے ہین ۔ اور جہانتک اختیار ہوتا ہی ۔ تعزیہ کو توڑ ڈالتے ہین چوک کھود ڈالتے ہین اور نیاز امامین کے کھانیکو نہین کھاتے ۔ اور کیونکر کھاوینا کیونکہ یزیدیون نے جو خیمۂ اہلبیت کو بعد شہادت کے لوٹا ۔ اور لوٹ کے اونٹ کا گوشت جو پکایا تو وہ ایسا کڑوہ ہو گیا کہ کھا نہ سکے ۔ وہی اثر اب بھی ہی ۔ کہ یہ کھانا انکو ایسا کڑوا معلوم ہوتا ہی کہ منھہ مین نہین ڈال سکتے ۔ اور جس طرح سے یزید ی ۔ امام حسین اور اونکے ہمراہیونکو برا کہتے تھے ۔ اوسیطرح یہ بھی محبان حسینؑ کو جہانتک زبان یاری دیتی ہی کوئی کلمہ ناگفتنی اوٹھا نہین رکھتے بعض کو تو یہ عداوت ہی کہ رشوتین کھاتے ہین ۔ بیاج بیچتے ۔ مال غصب وبے ایمانی وغیرہ

چیٹ کرتے ہین - مگر نیاز اما مین کے کہانے سے از حد انکار کرتے ہین جبن یا رات مین ناچ وغیرہ بہت سے امور واہیات ہوتے ہین اوسمین شامل ہوتے ہین مگر محرم کے باجہ کی آواز کان مین پڑہی اور فوراً اوسکے ساتھہ کان مین انگلی گئی - راہ مین شیوالہ - مندر - استہان وغیرہ سب کچھہ پڑتا ہی مگر یہ نہین ہوتا کہ اودہر کی راہ چھوڑ کر دوسری طرف کی اختیار کی ہین - اور جدہر تعزیہ ہوتا ہی اپنا ہرج گوارہ کرتے ہین لیکن اودہر کا راستہ نہین چلتے - اور محبان حسینؑ سے ایسا جلتے ہین - جسطرحسے یزید کے یار دوست حضرت امام سے - ۱ . وہ وہ تبرا کرتے ہین کہ شیعہ بھی ایسا نہین کرتے ہین - اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تلعن احدا من خلق اللہ یعنی کسی خلق خدا پر لعنت مت کرو - لیکن اسطرح بغض وعداوت ہی کہ کچھہ خیال مین نہین لاتے - انکا دین وایمان تبرا ہی ٹہرا کہ جب سنو یہی کلمہ زبان پر جاری ہی - کہ فلانا مشرک ہی - کافر ہی - ملعون ہی - مردود ہی - تو یہ وہی پورانی عداوت کا اثر ہی - اور محبان اہلبیت اطہار اپنے زبانسے کچھہ نہین کہتے بلکہ حتی الوسع بسلوک ہی پیش آتی ہین اور کیون نہ سلوک کرین کہ انکے بھی اگلے بزرگون اور پیشواؤنسے یہ ہوتا آیا ہی یہ بھی وہی اثر ہی - دیکھلو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سفیان سے یہ سلوک کیا کہ بروز فتح مکہ اشتہار دیا کہ جو مکان مین ابی سفیان کے پناہ لیگا اوسے امان ہی - ہندہ نے کہ حضرت امیر حمزہ کو مثلہ کیا تہا اور کلیجہ چبایا تہا - اوسکے حق مین دعاے برکت ومحبت فرمائی - حضرت علی اپنے قاتل کو پہلے وہی کہلاتے تہے جو آپ کہاتے تہے اور تاکید تہی کہ کسی طرحسے اوسکو تکلیف نہو حضرت امام حسنؑ تہ گئے مگر زہر دینے والیکا نام نہ بتایا کہ ایسا نہو امام حسین اوسکو مار ڈالین

معاویہ نے جو کچھ کیا ظاہر ہی باوجود اس کا رہی عداوت کے حضرت امام حسن نے بالکل
حکومت اونکو دیدی اور خود حکومت سے ہاتھ کھینچ گوشہ نشین ہوے۔ حضرت امام حسین نے
جب زخموں سے چور ہوکر گھوڑے سے گرے۔ اور شمر یہ ارادہ کاٹنے سر کے سینہ پر چڑھا تو آپنے
فرمایا ایظالم خدا سے ڈر۔ ایسی شقاوت نہ کر۔ اب بھی میرا کہنا مان۔ سپاہی فوج
کے سردارونکو مع ابن سعد وغیرہ کے سمجھاوے کہ تم سب کی خوشی حسب دلخواہ ہو چکی
میرے مرنے مین اب کچھ باقی نہین ہی۔ لیکن اب بھی تم لوگ میرے سامنے توبہ
کرو تو قیامت کے دن اپنی شفاعت سے بخشوا دونگا۔ جب یزید پلید اپنے کیے پر
پچھتایا تو امام زین العابدین سے کہا کہ یا حضرت جو کچھ مجھسے نالائقیان ہوئی ہین
ظاہر ہی مگر میری بخشش کی کوئی صورت تجویز کر دیجیے۔ آپنے ایک نماز کی ترکیب
اوسکو بتلا دی اور فرمایا کہ اس نماز کو تو پڑھ لیا کرے تو عجب نہین کہ تیری
بخشش ہو جاویگی۔ اور جب حضرت کے چہرہ مبارک پر چوٹ لگی۔ اور سنگدلون نے
پتھر دیکے آپکے دندان کو شہید کیا۔ خود کی کڑی رخسارہ پاک مین گھس گئے۔ آپ کے
مونھ سے خون جاری تھا ایک دانت ٹوٹ گیا تھا باوجود اسی اذیت و درد کے بعوض بد دعا کے
آپ یہ دعا مانگتے تھے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ یعنی ای اللہ ہدایت کر میری
قوم کو کہ یہ نہین جانتے ہین میرے رتبہ کو۔ سبحان اللہ ادہر سے یہ جفا اور ادہر
سے یہ عطا ہیں اسی طرح تو ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہی اور اسی طرح سے ہوتا چلا
جائیگا وہ تلوار سے جدا ہونیکا اثر ہونیوالا نہین ہی انکی زبان انکے اختیار مین ہی
چاہئے کافر کہین چاہئے مشرک۔ بت پرست کہین چاہئے مردود و ملعون۔ ہرگز برا
نہ مانو اور رسول مقبول و اونکے آل و اصحاب کی پیروی سے مت ڈگو۔ بلکہ تا سب

والنسب یہ ہی کہ اگر وہ ماریں تم دو لارو۔ وہ گالیاں دیں تم دعا دو۔ وہ برائی سے
پیش آویں تو تم بھلائی سے وہ زہر دیں تو تم شکر شعر بدبسے گر نہ اپنی باز آسے ہاں نیک
لیوں نیکی سے اپنا ہاتھ اوٹھاتے اور ہمیشہ خدا کی درگاہ میں انکی ہدایتکی دعا مانگو کہ اللہ
تعالےٰ انکے دل کو بغض امامین علیہما السّلام سے پاک وصاف کرے۔ اور اپنی مغفرت
و بخشش کیواسطے ہمیشہ یہ ورد زبان رکھو۔ الٰہی بحق نبی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول + من و دست و دامانِ آلِ رسول

تمت

بتاریخ دوم ماہ ذیلحجہ ۱۳۰۴ سنہ ہجری مطابق ۲۲۔ ماہ اگست
۱۸۸۷ سنہ عیسوی یوم دوشنبہ بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ
وزیر گنج باہتمام کمترین سید عابد علی در مطبع حسینی
اثنا عشری طبع گردید

اطلاع

یہ کتاب خاص واسطے حضرات اہل سنت و جماعت کے
چھپی ہے فقط